THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, January 18, 2012
(77th Session)
Volume X No. 02
(Nos.1-

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran………………………
2. Questions and Answers...……………..………………….
3. Leave of Absence…………………………………….
4. Laying of Reports of Standing Committees………….
5. Privilige Motion by Prof. Khurshid Ahmed: not Presenting the Annual Reports by the Government on CCI, NEC & NFC Awards etc……………………….
6. Fatiha for Mukarram Khan – the Martyred Journalist.
7. Privilige Motion by Molana Abdul Ghafoor Haideri: Abusive Language used by GM (SSGC) Quetta ....
8. Point of Order: Action to be initiated against Ex-President Musharaf under Article 6………………….
9. Statement of Interior Minister on the Proceedings carried out agaist Ex-President Musharaf……………

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-X SP.X(02)/2012
No.02 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, January 18, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, Parliament House, Islamabad, at twenty seven minutes past four in the evening with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ
لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا
يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ
الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ
الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

ترجمہ: اور کافروں نے کہا کہ تم اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں غل مچاؤ تاکہ تم غالب ہوجاؤ۔ پس ہم ضرور کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ہم انہیں ان کے بد ترین اعمال کا بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اللہ کے دشمنوں کی یہی سزا آگ ہی ہے۔ ان کے لیے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ اس کا بدلہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہمیں وہ لوگ دکھا جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا جنوں اور انسانوں میں سے ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے ڈال دیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

(سورۃ حٰمٓ السجدۃ، آیات 26 تا 30)

(جاری---------T02)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ تمام ممبرانِ سینیٹ کے علم میں ہے کہ سینیٹ ہال میں لگایا جانے والا پرانا system obsolete ہو چکا تھا اور پچھلے سال متعدد مرتبہ اجلاس کے دوران پرانے system نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا، جس کی وجہ سے اجلاس کو adjourn بھی کرنا پڑا۔ Senate Secretariat نے میری ہدایات پر جدید سسٹم لگانے کے لیے CDA کو کہا، جس نے طے شدہ طریقہ کار اور اپنے قواعد و ضوابط کے مطابق حکومت سے project کی منظوری لی اور Senate Finance Committee نے as a user اس نئے system کو منظور کیا۔ یہ نیا سسٹم ہے اور اس کی وجہ سے ابتدا میں کچھ مشکلات پیش آسکتی ہیں، جن پر چند ماہ میں قابو پا لیا جائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام ممبران بغیر دشواری کے نیا سسٹم استعمال کر سکیں گے۔ ابھی screens لگنی باقی ہیں، ایک screen دائیں طرف اور ایک بائیں طرف لگے گی، جس پر تمام ممبران تقریر کرنے والے کو دیکھ سکیں گے۔

امید ہے انہوں نے نئے سسٹم کو استعمال کرنے کی instructions آپ کے سامنے رکھ دی ہیں، آپ ان instructions کو دیکھ لیں۔ اگر آپ پہلے بٹن دبائیں گے اور request کریں گے تو green colour آجائے گا، جس کا مطلب ہے کہ آپ نے request کی ہے اور اس کے مطابق میرے سامنے نام آجائیں گے اور جب میں آپ کو mike دوں گا تو red colour آجائے گا، جس کا مطلب ہے کہ اب آپ تقریر کر سکتے ہیں۔ اگر آپ اپنی request cancel کرنا چاہیں گے تو بٹن دبائیں گے اور request cancel ہو جائے گی۔ اسی طرح headphones میں بھی تھوڑی سی changing ہے۔ آپ اپنی instructions کو پڑھ لیں اور اگر کوئی دشواری پیش آئے تو سینیٹ کا یہاں موجود عملہ آپ کی help کرے گا۔ امید ہے کہ چند دنوں میں استعمال کرنے کے ساتھ جو بھی دشواری ہے وہ overcome ہو جائے گی۔ اب ہم سوالات لے لیتے ہیں۔ سب سے پہلے سوال نمبر 90، انجینیئر ملک رشید احمد خان صاحب موجود نہیں ہیں، ان کے behalf پر ڈاکٹر صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! زاہد خان صاحب کہتے ہیں کہ میں نے پہلے بٹن دبایا ہے۔ اصل میں میرے پاس سسٹم ابھی تک start نہیں ہوا۔ یہاں پر آپ کے نام آجائیں گے۔ انشاءاللہ دو تین دنوں میں یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ جی زاہد صاحب! آپ سوال نمبر پڑھ لیں۔

Q. No. 90

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! انہوں نے پوچھا تھا کہ FATA کی development کے لیے 12-2011 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟ اس کا جواب آیا ہے کہ دس بلین روپے، اچھی بات ہے، خوشخبری ہے لیکن آگے چل کر اگر آپ دیکھیں تو وہ کہتے ہیں کہ ابھی تک ہم نے دو یا اڑھائی بلین روپے release کیے ہیں۔ اب جنوری کا مہینہ بھی جا رہا ہے اور آگے پانچ مہینے رہ گئے ہیں۔ فاٹا کے ساتھ ناانصافی کیوں کی جا رہی ہے؟ آپ کی وساطت سے کل ہم نے یہاں دعا کی۔ ہم نے خان پور والوں کے لیے بھی دعا کی ہے، ہم نے خیبر ایجنسی کے چالیس لوگوں کے لیے بھی دعا کی۔ میڈیا کے میرے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، چونکہ انہیں national media کہا جاتا ہے، خیبر ایجنسی کا کہیں بھی ذکر ہی نہیں ہے۔ خدارا! ہمارے پختونوں کا خون اتنا سستا نہیں ہے، وہاں پر روز بم پھٹ رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین: آپ سوال کر لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سارا پیسہ تو انہی قبائلیوں کی وجہ سے آ رہا ہے، ڈرون حملے بھی ان پر ہو رہے ہیں، ہمارے فوجی بھی ان کو گولیاں مار رہے ہیں اور دہشت گرد بھی ان کو مار رہے ہیں۔ لہٰذا وزیر صاحب یہ بتائیں کہ آپ نے چھ سات مہینوں میں صرف دو یا اڑھائی بلین روپے release کیے ہیں اور جو رہ گئے ہیں ان کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ اگر پہلے دیے ہوئے پیسے خرچ ہو گئے تو ہم پندرہ بلین دے دیں گے۔ اگر آپ یہ خرچ نہیں کریں گے تو یہ دس بھی رہ جائیں گے۔ آپ کا کیا پروگرام ہے؟ کہ آئندہ کے پانچ مہینوں میں بقیہ کے سات آٹھ بلین روپے کیسے خرچ کریں گے؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی وزیر صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب۔ مہربانی کریں، you always interrupt and you are a senior parliamentarian.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میں آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ حفیظ شیخ صاحب اس پارلیمنٹ کا حصہ ہیں، وہ خود کیوں نہیں آتے ؟ جس دن ان کے سوالات ہوتے ہیں کم از کم اس دن تو وہ آجائیں، میں کوئی غلط بات تو نہیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! اٹھارہویں ترمیم کے بارے میں آپ بتا دیجیے کہ collective responsibility ہے، Minister is present to answer the question.

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): جناب چیئرمین! یہ collective responsibility کی بات ہے۔ وزیر صاحب موجود ہیں، sir, that is another issue, he has got another thing لیکن جس دن آپ ان کی attendance particular issue پر چاہیں گے تو وہ آ بھی جائیں گے۔ آج Questions Hour ہے اور Minister of State is present here, he would respond to all questions.

(مداخلت)

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: کس کو نہیں مانتے؟ He is a member of the Cabinet. We should not say like that.

سینیٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! میں نے اس دن بھی ایک بات کہی تھی، خواجہ صاحب ہمارے بہت محترم ہیں لیکن finance کے حوالے سے یہ بہت technical نوعیت کے سوالات ہوتے ہیں اور شیخ صاحب سینیٹ کے بھی ممبر ہیں، وزیرِ خزانہ بھی ہیں تو غالباً خواجہ صاحب satisfy نہیں کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: اگر یہ نہیں کر سکیں گے تو پھر آپ کا objection سامنے آئے گا۔ پہلے دیکھیں کہ وہ آپ کو satisfy کر سکتے ہیں کہ نہیں۔

سینیٹر صفدر علی عباسی: وہ ضرور کریں لیکن میں جو عرض کر رہا ہوں آپ اس کو دیکھیں اور آئندہ کے لیے انہیں پابند کریں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر قانون۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو (وزیر برائے قانون، انصاف و پارلیمانی امور): جناب چیئرمین۔ دونوں ڈاکٹر صاحبان سے گزارش ہے کہ پہلے ان کا سوال دیکھیں پھر ہمارے وزیر صاحب کا جواب سنیں، وہ پروفیسر ہیں، وہ اس subject سے متعلق ہیں۔ یہ یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے ہیں، جب آپ ان سے مطمئن نہ ہوں تو پھر آپ شکایت کریں۔

جناب چیئرمین: جی پھر آپ کی شکایت بجا ہو گی اور ہم اس کو note کریں گے۔ پہلے اس سوال کا جواب تو سنیں۔ جی وزیر صاحب۔ (جاری------T3)

T03-18Jan2012 Ashraf/Ed. Mohsin Er.3 04:40

جناب چیئرمین: ان کا جواب تو سنیں، جی وزیر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! پہلے تو میں اپنے تمام ممبران کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ I am responding in the National Assembly and Senate for the last 8 months اور مجھے تو یاد نہیں آرہا ہے کہ میں یہاں پر آیا ہوں، معاملات بھی چلتے رہے اور یہاں پر اعتراض بھی ہوتا رہتا ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں because collective responsibility اگر میرے ذمہ سینٹ اور نیشنل اسمبلی میں فنانس کی working کی ہے، اس میں اگر مجھے respond کرنا ہے تو میں اپنی responsibility پوری کروں گا۔ میں آؤں گا بھی اور سوالوں کے جواب بھی دوں گا۔

اگر کوئی چیز باقی رہ جاتی ہے، ایسی چیز جو میں آپ کے سامنے لے کر نہیں آتا تب بھی Chair ہم سب کے لیے sovereign ہے۔ اگر آپ کی کوئی ruling اس پر آئے گی تو ہم انشاء اللہ اس کو obey کریں گے۔ اگر آپ کہیں گے کہ حفیظ شیخ صاحب یہاں پر ہوں تو وہ حاضر ہوں گے، میں بالکل نہیں آؤں گا لیکن مجھے جو کام دیا گیا ہے اور جو یہاں پر سوالات آئے ہیں ان کا جواب دینا میرا فرض بھی ہے اور میں دوں گا بھی۔

جہاں تک بات ہے کہ honourable member نے پوچھا ہے تو میں ایک چیز بتا دوں کہ PSDP میں 10 billion رکھے گئے۔ اس میں انہوں نے یہاں پر reflect کیا ہے۔ 2.5 billion expenditure ہم نے فنانس سے releases کی ہیں but میں update کر دوں کہ 30th December تک یہ figure 6 billion تک چلا گیا ہے۔ ہم نے ان 10 billion میں سے 6 billion

کو expenditure finance جو جاتی ہیں ان کا releases یہ Honourable Chairman Sahib کر دیئے ہیں۔ release باقاعدہ convey ہوتا ہے کہ یہ پیسا خرچ ہو گیا ہے۔ اب اگر یہ پیسا خرچ نہیں ہوگا تو باقی پیسا دینے میں بھی فنانس کو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ وہ کہے کہ ہم پیسا دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ وہ پیسا بھی خرچ ہو۔ with the Honourable Prime Minister Sahib last week meeting تھی جس میں تمام honourable Senators or MNAs مجھے ابھی confirm نہیں ہے کہ MNAs تھے یا Senators تھے، بہرحال ان کے representatives موجود تھے۔ گورنر، خیبر پختون خواہ بھی وہاں پر تشریف فرما تھے اور یہ decision ہوا کہ 15 billion allocation پوری کی پوری transfer ہو جائے گی۔ یہ ضرور ہے کہ finance expenditure کو convey کرنا پڑے گا کہ ہم نے کتنے پیسے خرچ کر دیئے ہیں۔ Further release اس کے بعد ہو گی۔ .Thank you

جناب چیئرمین: جی زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں نے answer اپنی طرف سے نہیں کہا ہے۔ اگر آپ نے billion 6 دیا ہے---

update کیا کیا ہے؟ ہاؤس میں جو چیز آئے گی ہم تو اسی کو پڑھیں گے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے اپ ڈیٹ کر دیا ہے۔ جی رازق خاں صاحب۔

سینیٹر عبدالرازق: شکریہ جناب چیئرمین صاحب، محترم وزیر صاحب کی قابلیت پر ہمیں کوئی شک نہیں ہے اور یقیناً ان کے پاس یہ سارے figures آئے ہوں گے۔

جناب چیئرمین: سوال کر لیجئے .please

سینیٹر عبدالرازق: یہاں پر ایک طرف لکھا جاتا ہے billion 10 دوسری طرف کہا جاتا ہے کہ billion 15 جبکہ ابھی جو release ہوئے ہیں وہ two point something ہے اور وہ بھی تب release ہوئے ہیں جب ہم نے سینیٹ میں پچھلے session میں کافی ہلہ گلہ کیا اور سارے ساتھیوں نے ہمیں بھرپور support کیا اور اس کے بعد یہ funds release ہوئے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ دسمبر کا مہینہ گزر گیا اور ابھی تک 2.5 or 2.6 جو release ہوئے ہیں تو اس کے بعد remaining amount اس پیریڈ میں لگ سکے

گا اور اس کی release کب ہو گی؟ میری وزیر صاحب سے یہی گزارش ہے کہ balance amount is 10 or 15 اور اس کو یہ کب release کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ، جی Minister *sahib* please.

خواجہ شیراز محمود: یہ تو میں نے پہلے بتا دیا ہے کہ 15 billion ہی ہے اور 15 billion ہی فاٹا کے لیے رکھا گیا ہے۔ وہ announced ہے اور وہاں پر 15 billion ہی ملے گا۔ 30th December 6 billion کا مجھے latest figure دیا گیا ہے۔ جب سوال کا جواب in written form آتا ہے تو definitely اس سے ایک ماہ پہلے کا جو ان کے پاس data ہوتا ہے وہ circulate کرتے ہیں اور آپ کے سیکرٹریٹ تک وہ written reply آجاتا ہے۔ Latest reply میں نے ابھی collect کیا ہے وہ آپ کے سامنے honourable member کے knowledge کے لیے بھی میں نے دے دیا ہے۔ یہ پیسا خرچ کرتے جائیں، ہم یہاں سے 15 billion پورا کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب، آپ کا سوال بھی اسی پر ہے؟

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اسی پر ہے، میرا خیال ہے وزیر صاحب confuse ہو رہے ہیں۔ انہوں نے دو دفعہ لفظ use کیا ہے کہ 15 billion allocated ہے تو یہ allocated نہیں ہے۔ جو اس وقت blocked allocation ہے 2011-12 کی فاٹا کے لیے وہ دس ارب ہے۔ دس ارب خرچ کرنے کے بعد supplementary allocation ہو گی as of now نہیں ہے۔ So, he should be very careful in selection of words and this communiqué is a wrong message. Allocation دس ہے اور ابھی تک وہ خرچ نہیں ہوا and as per the standard procedure of disbursement جب وہ خرچ ہو جائے گا تو تب supplementary allocation ہو گی۔ سو allocation کا لفظ اگر نہ استعمال کریں تو بہتر ہو گا۔

خواجہ شیراز محمود: میں تھوڑا سا clear کر دوں۔ یہ rightly آپ نے point out کیا ہے۔ allocation دس کی تھی لیکن Prime Minister *Sahib* نے اس کو بڑھا کر پندرہ کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ announce کیا ہے کہ اب یہ دس نہیں ہے بلکہ یہ پندرہ

ہی ہے اور 15 allocation کی ہے۔ اس کو supplementary grant کے طور پر consider نہ کیا جائے۔ 5 billion supplementary grant ہو گی۔

Mr. Chairman: Dar Sahib, he has done a better job in the Ministry of Finance, as a bureaucrat. He has explained in a better way.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Actually, if allocation ہو چکی ہے but since how?

خواجہ شیراز محمود: میں نے یہاں floor of the House پر correct کر دیا ہے کہ you must not confuse on it یہ پندرہ بلین ہی ہے۔

Mr. Chairman: Next question, Maulana Gul Naseeb *Sahib*.

جی زاہد صاحب question number پڑھ لیجئے۔

Senator Muhammad Zahid Khan: Question No.16.

Q.No.16

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد زاہد خان: میں وزیر صاحب سے یہی سوال پوچھنا چاہتا ہوں جن کے بارے میں وہ کہہ رہے ہیں کہ میں یہ سوال دیتا رہتا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ تقریباً آج سے آٹھ مہینے پہلے ہم نے اسی floor پر آپ کے سامنے ایک question رکھا تھا کہ جو قرضے وہاں دیے گئے ہیں اس میں لوئر دیر، دیر اپر اور شانگلہ نہیں ہیں بلکہ سوات، چترال اور مالاکنڈ ایجنسی ہیں۔ اس floor پر Minister of Finance نے ہم سے وعدہ کیا کہ آپ لوگوں کو بٹھا کر ہم ان کے cases بھی دیکھیں گے۔ آج بھی وہ کہہ رہے ہیں۔ مجھے minister sahib یہ بتائیں، آپ کو یاد ہوگا جب ہم نیشنل اسمبلی کے ہال میں تھے اور وہاں پر خواجہ صاحب نے کہا کہ اس کا مجھے علم نہیں ہے کہ انہوں نے آپ سے promise کیا ہے، میں اس کو دیکھ لوں گا اور آپ کو بلاؤں گا۔ آج خواجہ صاحب بتا دیں کہ ان کا آج اس پر کیا answer ہے؟ آج بھی آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہمارے زیر غور ہے۔ یہ کب تک آپ کے زیر غور رہے گا۔

Mr. Chairman: Thank you, Zahid Sahib, yes, Khawaja Sahib.

خواجہ شیراز محمود: سارے سینیٹر صاحبان میرے senior colleagues ہیں۔ میری یہ request ہے کہ میں بھی آپ میں سے ہی ہوں اور میرے ساتھ آپ کا interaction definitely کچھ ماہ سے ہو رہا ہے۔ میں یہاں پر آپ کو respond کرنے کے لیے ہوں اور contradiction کہیں نہیں ہے۔ مجھ سے پہلے اس سوال کو حنا ربانی صاحبہ نے respond کیا تھا۔ یہ ان کا reply تھا جو آپ کے supplementary question کے جواب میں انہوں نے دیا تھا کہ مالاکنڈ ڈویژن کے ان تینوں اضلاع اپر، لوئیر دیر اور شانگلہ کے لیے بھی اس project میں انہیں بھی شامل کیا جائے۔ Honourable Chairman *Sahib*, very rightly میں یہاں کہوں گا کہ چار سو ملین calculate ہوئے لیکن یہ سینٹ کی طرف سے نہیں تھا بلکہ امیر مقام صاحب نے ایک request Prime Minister *Sahib* کو بھیجی تھی۔ یہاں سے input نہیں آسکا یا آپ کہہ لیں کہ meetings نہیں ہو سکیں۔ اگر honourable Senators اس پر علیحدہ meeting چاہتے ہیں تو میں بالکل arrange کرا کے دیتا ہوں۔ آج ہی question hour کے بعد ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔ اگر وہ نہیں ہو سکتی تو وہ چار سو ملین جو ہم نے identical grounds پر finance میں ہم نے calculate کیا وہ 4 hundred million amount بنتی ہے جو subsidy کے طور پر federal government نے دینی ہے۔ وہ ہم کرنے کے لیے تیار ہیں۔ Almost جو ابھی مجھے بتایا گیا ہے کہ in couple of days or week یہ سمری Prime Ministrer *sahib* کو گئی ہوئی ہے، وہ approve ہو جائے گی تو وہ بھی اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر مزید input دینا چاہتے ہیں تو آپ کے حکم سے ہم بیٹھ جاتے ہیں اور پھر اس پر ایک اور visit کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے زاہد صاحب meeting کر لیجئے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ خواجہ صاحب نے پہلے بھی اسی ہال میں یہی الفاظ کہے تھے کہ میں آپ کے ساتھ بیٹھتا ہوں، میں آپ کو بلاتا ہوں اور ہم اس کو discuss کرتے ہیں۔ اب ڈیڑھ دو ماہ کے بعد پھر اجلاس آیا ہے تو پھر یہی بات ہو رہی ہے۔ یہ ہمارے ساتھ کیوں مذاق کیا جا رہا ہے۔ ایک ایم این اے کے لکھنے پر ہم دو سال سے اس معاملے کو اٹھاتے آرہے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ before Friday meeting کر لیجئے and let the House know about it on Monday.

سینیٹر محمد زاہد خان: ٹھیک ہے، Thank you.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: یہ جو مولانا گل نصیب صاحب کا سوال ہے اس میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ وزیر خزانہ کی جانب سے لوئر دیر، اپر دیر اور شانگلہ کے اضلاع کے رہائشیوں کے لیے قرضوں کی معافی کی جو یقین دہانی کرائی گئی تھی اس سلسلے میں کونسے اقدامات کیے گیے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ ان تین اضلاع کے رہائشیوں کو چار سو ملین روپے کے قرض معافی کی سہولت دینے کی ضرورت ہے۔ نمبر دو، درج بالا کے تناظر میں ان اضلاع کے رہائشیوں کو سہولت فراہم کرنے کی تجویز زیر غور ہے یعنی ابھی تک اس میں عملی اقدامات کوئی بھی نہیں ہوئے۔ انہوں نے پوچھا تھا کہ جو آپ نے قرضوں کی معافی کا وعدہ کیا تھا۔

جاری------

T04-18Jan-2012 Er-11 Time 4.50 Mahboob Khan/Ed.A.Rauf

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔

انہوں نے پوچھا تھا کہ آپ نے جو قرضوں کی معافی کا وعدہ کیا تھا، اس کے تحت آپ نے کیا عملی اقدامات کیے ہیں؟ اس وقت تک کوئی عملی اقدامات نہیں ہوئے تو میں سمجھتا ہوں کہ جواب بنتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! اس پر working ہوئی ہے۔ میں نے اسی working کی بنیاد پر آپ کے سامنے ایک figure رکھی ہے کہ چار سو ملین روپے وہ worked out amount ہے جو وفاقی حکومت کو ان تین اضلاع میں اسی طرح کی identical relief package کے لیے دینا ہے جو باقی چار یا پانچ اضلاع میں دیا گیا ہے تو وہ چار سو ملین روپے اس وقت ہمارے Federal PSDP میں بھی موجود ہے۔ ہم نے اسی قسم کی چیزوں کو address کرنے کے لیے ایک ارب روپیہ رکھا اس میں سے اگر یہ چالیس فیصد چلا جائے گا تو ہمارے پاس رقم بھی موجود ہے۔ اگر وہ اس سلسلے میں میرے ساتھ میٹنگ کرنا چاہیں گے تو میں مزید تفصیلات پیش کردوں گا۔

جناب چیئرمین: جو آپ نے بات کرلی ہے۔

Mr. Chairman: Next question.Molana Gul Nasib Khan. Its reply has not been received. This question is deferred for the rota day. Next Question.

Q.No. 18.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! اس سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ Islamabad Sprts Complex کے احاطے کے اندر کوئی اراضی ہے جس کو انہوں نے ٹھیکے پر دے رکھا ہے جو جواب کے مطابق وہ پونے پانچ ایکڑ اراضی انہوں نے صرف چالیس ہزار روپے پر دی ہوئی ہے جو کہ اسلام جیسے دارالحکومت کے اندر بہت سستی ہے اور بڑی دیر سے دی ہوئی ہے اور اس پر ابھی تک کوئی نظر ثانی نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا جو یہ آج کل کرایہ لے رہے ہیں ایسا تو دیہاتوں میں بھی اتنا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ زمین بہت سستی دی گئی ہے، ان کا کوئی طریقہ کار ہے کہ اس ٹھیکے کی رقم کو revise کرتے ہوئے زیادہ کریں گے؟ ساتھ ہی ساتھ یہ ہے کہ سپورٹس کمپلکس کے اندر جو gymnasium ہے اس کے استعمال کے لیے اگر باہر کے کوئی لوگ جائیں تو اس کا کیا طریقہ کار ہے؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: شکریہ جناب چیئرمین! معزز سینیٹر صاحب نے جو پوچھا ہے یہ 4.75 acres زمین تھی جو گندے نالے کے ساتھ تھی، یہ سڑک جو آب پارہ سے جاتی ہے اور آپ دربار کی طرف cross کرتے ہیں تو ایک گندہ نالہ جاتا ہے اور وہ National Stadium کے اندر سے جاتا ہے تو اس میں گندگی تھی، mulbury trees تھے اور 2000 میں Asian games ہونی تھیں تو سیکورٹی والوں نے اعتراض کیا تھا کہ یہ گندگی ہے اور یہ سیکورٹی کے لیے ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وہاں ساتھ ہی ہوسٹل ہے تو کوئی بھی دہشت گردی ہو سکتی ہے۔ تو بجائے اس کے کہ وہ اس پر خرچہ کرتے، انہوں نے اس کو lease out کیا اور ایک نرسری کو زمین دے دی گئی جو آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے اس کو بڑا خوبصورت بنایا ہوا ہے اور چالیس ہزار پر بنایا ہے۔ پھر اس کی آرائش کے لیے بھی ان کی شرط تھی تو جب وہ اس شرط پر پورے نہ اترے تو انہیں نوٹس دے دیا گیا کہ آپ اس جگہ کو خالی کریں۔ جب زمین خالی کرنے کا نوٹس ملا تو انہوں نے کہا کہ ہم litigation میں جا رہے ہیں۔ جب وہ litigation میں گئے تو محکمے نے ان کے ساتھ deal کی اور جون ۲۰۱۲ تک

یہ زمین نرسری والوں نے خالی کر دینی ہے اور محکمہ خود یہ واپس لے لے گا اور جو گرین بیلٹ بنے گی وہ پاکستان سپورٹس بورڈ کی صوابدید ہو گی کیونکہ انہوں نے یہ زمین سی ڈی اے سے lease پر لے لی ہے تو سپورٹس بورڈ جو چاہے گا وہ بنائے گا۔

جہاں تک gymnasium کی ممبرشپ کا تعلق ہے، جب سپورٹس بورڈ والے مجھے بریفنگ دینے آئے تھے تو میں نے ان سے پوچھا تھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ membership forms Pakistan Sports Board کو دے دیں گے تو وہ آپ کو membership دے دیں گے۔ سینیٹرز اور ممبران قومی اسمبلی کے لیے تو nominal fee ہو گی۔ میرا خیال ہے کہ چٹھہ صاحب اگر ورزش کریں تو آنے والے انتخابات میں ان کے کام آئے گی، یہ gymnasium اچھا کام کرے گا۔

جناب چیئرمین: طاہر مشہدی صاحب، next question.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Supplementary, on this one sir.

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب! آواز کا سسٹم ذرا نیا ہے جب آپ مائیک کا green button دبائیں گے تو green جب آ جائے گا تو مجھے پتا چل جائے گا کہ سوال کے لیے آپ کی request ہے۔ It will take a few days. اب آپ ضمنی سوال کریں۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, the honorable Minister in his reply has stated that they can not lease out this land because he has answered in "e" as per the Constitution the Board has the power to manage, improve or otherwise supervise any property moveable or immoveable with all necessary powers in the interest of the Board. Nowhere is it mentioned that they have the power to lease. When they did not have the power to lease, why did they lease out this very expensive land and why did they deprive the sportsmen of Pakistan from this great facility which has been provided for the residents of Islamabad.

Mr. Chairman: Mr. Minister please.

جناب ریاض حسین پیرزادہ: معزز سینیٹر اگر اس زمین کو دیکھیں وہ گندہ نالہ ہے اور اس کی ایک ridge ہے، اس ridge کو انہوں نے lease out کیا تھا اور وہ بھی سپورٹس بورڈ کی منظوری کے بعد۔ وہ ایک گندہ نالہ تھا، mulberry trees تھے ان کو ویسے ہی انہوں نے کاٹنا تھا تو جب ایسے سسٹم میں پھر شفافیت نہیں آتی پھر مزید الزامات لگتے ہیں تو اس لیے انہوں نے نرسری کو lease out کر

دیا اور ان کی شرائط تھیں کہ ہر سال پانچ فیصد انہوں نے بڑھانی تھی اور اب آپ دیکھیں کہ وہ زمین کا ایک بہترین ٹکڑا بن چکا ہے۔ اب وہ کسی کام آسکتا ہے۔ جب یہ least out ہوئی تھی it was a simple jungle and it was a ridge on the dirty water nullah.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال، طاہر مشہدی صاحب۔

Q.No. 19.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب والا! میں معزز وزیر سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو سیلاب ہوتے ہیں، اتنے ظالم ہوتے ہیں کہ نہ صرف اس وقت زمین پر پانی آجاتا ہے بلکہ ایک مکمل خاندان تباہ ہوجاتا ہے تو میرا سوال یہ تھا کہ ان سیلاب متاثرین کے لیے کچھ سوچ کر وزیر صاحب نے ان لوگوں کے لیے کوئی نوکریاں رکھی ہیں جن کے سیلابوں سے خاندان تباہ ہوجاتے ہیں، جن کی زمینیں تباہ ہوجاتی ہیں، جن کے گھر چلے جاتے ہیں۔ لوگوں کی سفارشوں پر تو ہر طرح کی نوکریاں ہیں، اگر کوئی میٹرک فیل ہے پھر بھی نوکری ہے۔۔

جناب چیئرمین: آپ کا سوال کیا ہے؟

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: سیلاب متاثرین کی نوکریوں کے لیے حکومت نے کیوں کوئی proposal نہیں رکھی؟

جناب چیئرمین: شکریہ۔ منسٹر صاحب۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب والا! یہ سیلاب تو ایک خدائی آفت ہے جو کسی کو معلوم نہیں کہ کب آئے لیکن سیلاب متاثرین کے لیے نوکریوں کے متعلق معزز سینیٹر کو پتا ہے کہ یہ صرف Establishment Division کا کام نہیں ہے اس میں صوبے زیادہ involve ہوتے ہیں۔ پھر اس میں وزیراعظم اور مختلف محکمے involve ہوتے ہیں۔ جہاں تک Establishment Division کی پالیسی کا تعلق ہے وہ ایک fixed policy ہے جس میں صوبوں کا کوٹہ دیا ہے اور accordingly Establishment Division کا جو system of service ہے اس کے لیے ایک proper طریقہ کار دیا گیا ہے اس کا ایک چارٹ میرے پاس موجود ہے اگر سینیٹر صاحب

دیکھنا چاہیں تو اس کے مطابق ملتی ہیں otherwise یہ foresee کرنا یا پالیسی کو تبدیل کرنا، بنانا یہ حکومت کا کام ہے اور اگر یہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کی کوئی تبدیلی آئے تو Establishment Division کو سوچنا چاہیے کہ عوام کا ایک نمائندہ جب ایوانوں میں عوام کی تکلیف بیان کرتا ہے تو یہی تو کان ہیں، یہی تو آنکھیں ہیں تو ان چیزوں کو ضرور consider کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ واقعی جب سیلاب آتے ہیں تو لوگ تکلیف میں ہوتے ہیں ان کی مدد کرنا چاہیے لیکن ایسے کافی فورمز ہیں جہاں سے ان لوگوں کو مراعات مل جاتی ہیں۔ ان کو بین الاقوامی امداد بھی بہت ملتی ہے۔ بہر حال اس وقت جو Establishment Division کا سسٹم ہے اس میں سیلاب متاثرین کے لیے کوئی کوٹا سسٹم نوکریوں کے لیے نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال، ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی۔

Q.No.20.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! میں نے سوال کیا تھا کہ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کی Chairperson نے بیرون ملک کتنے دورے کیے اور ان پر اخراجات کیا آئے؟ جواب میں جو تفصیل دی گئی ہے برطانیہ، امریکہ، بھارت، مالدیپ، چین، ترکی، فلپائن، متحدہ امارات۔ جناب والا! آپ اخراجات کی figures دیکھیں کہ اتنی بڑی رقم کے ان کے دوروں پر خرچ ہوئی ہے اور جواب میں جو حاصل کیے گئے نتائج لکھے ہیں، اس میں کہا گیا ہے کہ ہم نے اس پروگرام کا تعارف کرایا اور ہمیں شاباش ملی، یعنی ان دوروں کے بعد نہ کوئی پیسا ملا اور نہ کسی نے مدد کی۔۔ آگے ٹی ۵

Sial/Muhashir(Ed.) T05−18Jan2012 Er1 5.20

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جاری۔۔۔ ان کے دوروں کے بعد نہ کوئی پیسا ملا، نہ کسی نے مدد کی۔ یہ شاباش لینے کے لیے ایک اچھا project ہے۔ جناب! اس پر اتنا پیسا خرچ کرنے کا کوئی جواز بنتا ہے۔ وزیر صاحبہ تو ابھی یہاں تشریف نہیں رکھتیں ورنہ ہم انہیں کہہ دیتے کہ جو اتنا پیسا آپ نے دوروں پر خرچ کیا ہے وہ غریبوں میں خرچ کرتیں۔ جناب! ابھی اس کا جواب کون دیں گے، فرزانہ راجا تو نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب موجود ہیں۔ فرزانہ راجا وزیر نہیں ہیں۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ (وزیر برائے پیشہ وارانہ اور تکنیکی تربیت): جناب! انہوں نے کہا مردانہ راجا، مردانہ راجا تو آیا ہوا ہے لیکن زنانہ راجا نہیں آئیں۔ بلیدی صاحب کے سوال کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ جو ان کے visits تھے وہ PILDAT, World Bank, SAARC and Turkish Governments کی طرف سے sponsored تھے۔ فرزانہ راجا پیسا خرچ کرنے میں بہت محتاط ہیں اور وہ کم سے کم خرچ کرتی ہیں۔ ان کو یہ احساس ہے کہ یہ غریبوں کا پیسا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ پروگرام کافی کامیاب ہوا ہے۔ باقی ممالک بھی اس سے guidelines لینے کے لیے اس کی study کر رہے ہیں۔ اس میں vocational and technical training کے لیے funding آ رہی ہے اور یہ سب کچھ غریبوں کے لیے ہے، اس لیے میرے خیال میں اس پر تنقید نہیں ہونی چاہیے۔ وزیر صاحبہ کو تو اس پر مبارکباد دینی چاہیے کہ وہ دن رات اس ضمن میں محنت کرتی رہتی ہیں۔ ان کا اپنا ذاتی خرچ بہت کم ہے۔

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب! آپ سوال کریں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ جناب چیئرمین۔ اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ illegal ہے اور خاص طور Cabinet Division کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اگر کوئی بھی شخص enjoys the status, he or she does not become the Federal Minister. You are ex-officio Federal Minister because you are enjoying the status. جناب یہ ایک tradition بن گئی ہے کہ جس کو آپ Minister of State or Federal Minister کا status دیتے ہیں، وہ لکھنا شروع کر دیتے ہیں "Federal Minister/Chairperson", no, this is wrong. آپ اس کے متعلق law کو check کر لیں۔ You should have to write "Chairman, Chairperson BISP" لیکن this is illegal. آپ بریکٹ میں لکھ سکتے ہیں "ex-officio Federal Minister" but this is legally wrong. بلیدی صاحب کا سوال valid ہے۔ لیکن she is not Minister and the status of the Federal Minister is defined in the Constitution. That is why she cannot come here because she is the member of the National Assembly.

Secondly, again it is here written that "despite the entitlement no family member accompanies the Chairperson on national and International tours on official expenditure."

میں بھی تین دفعہ Cabinet کا ممبر رہا ہوں، spouse or member of family of the Federal Minister or the of State Minister is never allowed. تو یہاں پر کیا ہے has she been given the special package that she is enjoying not only the Federal Minister status but beyond to this, she has been given a special package to take her family members. اس کو آپ clear کریں کیونکہ یہ رعایت کسی وزیر صاحب کو نہیں ہے۔ یہاں پر تین چار exceptions ہیں کہ صدر، پرائم منسٹر، چیئرمین سینیٹ اور سپیکر قومی اسمبلی اپنے family members لے جا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پہلی بات تو یہ ہے کہ Federal Minister/Chairperson نہیں لکھا جانا چاہیے۔

It has been wrongly written. Minister *Sahib,* in future please keep this thing in mind.

جناب ریاض حسین پیرزادہ: آپ نے صحیح فرمایا ہے اور honourable member has rightly pointed it out. میرے خیال میں لکھنے والے کچھ تعریفی کلمات استعمال کر گئے ہیں کہ وہ اپنا کوئی spouse ساتھ نہیں لے گئی۔ آپ کو پتا ہے کہ لکھنے والے ہر وقت مرثیہ نہیں لکھتے کچھ قصیدہ بھی لکھتے ہیں۔ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین: آپ اس کو نوٹ کر لیں اور اسے clarify کر لیں۔ اگر آئندہ یہ سوال آئے تو متعلقہ ڈویژن اسے rectify کر لے۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں ڈار صاحب کے دونوں points کی تائید کرتا ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کونسی نئی روایت آپ قائم کر رہے کہ سوال کے جواب میں جو سوال نہیں کیا گیا یعنی "results achieved" یہ محض ایک پروپیگنڈا ہے اور میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کے جو سوال کے جواب ہوتے ہیں نہ ان میں مرثیہ ہوتا ہے نہ قصیدہ ہوتا ہے، وہ facts ہوتے ہیں۔ اگر آپ اس کو پڑھیں تو اس کے اندر کوئی ایک positive result نہیں ہے۔ جو کہا گیا کہ "The full outcome of the visits should be apparent in due course of time" یہ کیا جواب ہے؟ میں آپ سے کہوں گا کہ ذمہ داری کا مظاہرہ کریں اور متعلقہ عملے کو censure کریں تاکہ وزارتیں جواب دینے میں قانون اور ضابطے کا خیال رکھیں۔ اپنی طرف سے اضافی چیزیں لانا صحیح نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بالکل ٹھیک ہے۔ وزیر صاحب یہ "Results Achieved" اس طرح کی بات تو جواب کے اندر نہیں آنی چاہیے۔ اس قسم کی بات تو آپ زبانی explain کرسکتے ہیں کہ trips سے کیا فائدے ہوئے ہیں یا نقصانات ہوئے ہیں مگر اس طرح کا نہیں لکھنا چاہیے

please keep this thing in mind and tell the concerned department and the division they should not repeat it.

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب! جیسے ڈار صاحب نے فرمایا کہ یہ منسٹری کا سٹاف نہیں ہے۔ یہ کیونکہ newly created post تھی اس لیے شاید سٹاف بھی اتنا trained نہ ہو۔ اب جو اعتراض آرہے ہیں یہی اس کو ٹھیک کریں گے، میں ان کو لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ اگر میں نے یہاں پر کوئی light word use کیا ہے تو اس کو بھی آپ lightly لیں۔

جناب چیئرمین: جی کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ یہ پروگرام گورنمنٹ نے خصوصی طور پر غریب لوگوں اور غریب خواتین کے لیے شروع کی۔ اس میں بلیدی صاحب کا بڑا valid question ہے کہ ان دوروں سے کیا achievement ہوئی۔ کیا ہم نے عورتوں کے لیے کوئی نئی ٹیکنالوجی یا کوئی benefit لیا ہے، کچھ بھی نہیں، صرف ہم نے حمایت لی ہے۔ آپ بنگلادیش میں دیکھیں جو یونس خان کا پروگرام تھا اس نے بین الاقوامی سطح پر مدد بھی حاصل کی اور practically کرکے لوگوں کو دکھایا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اتنا اچھا پروگرام جو صرف اور صرف خواتین کے لیے ہے، غریب خواتین کے لیے ہے، اس کو بجائے mobile خریدنے کے کوئی ایسے projects بنالیں جس کے لیے خواتین ہر مہینے ہزار روپیہ مانگنا چھوڑ دیں بلکہ کمانا شروع کردیں۔ کیا انہوں نے کوئی ایسا project کسی ملک سے لیا ہے؟

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب معزز ممبر نے بجا فرمایا ہے۔ یہ جو بینظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے اس میں دیا گیا ہے کہ

Programe offers opportunities of free of cost vocational and technical training to each beneficiary

اور غربت کا جو سروے ہوا ہے اور data collect کر رہے ہیں اس کے مطابق اور پھر جو ہم نے MOUs of BISP sign کیے ہیں وہ چائنا، ترکی، یو اے ای کے ساتھ ہوئے ہیں۔ اس میں vocational and technical training کے initiatives موجود ہیں اور اس میں Asian Development Bank نے بھی اپنی support کا اعلان کیا ہے۔ آگے ٹی۔٦

T06−18JAN2012 FAZAL\A. RAUF 5:10 UR7

ریاض حسین پیرزادہ جاری ہے۔۔۔۔۔ اور اس میں Asian Development Bank نے بھی اپنی support کا اعلان کیا ہے اور اس میں Government of Philippines نے State Life Corporation of Pakistan کو بھی offer کیا ہے کہ غریبوں کے لئے health insurance schemes بنائی جائیں۔ اس طرح بہت زیادہ کام ہو رہا ہے۔ اس لئے غیر ملکی دورے ہوئے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ان ملکوں نے خود finance کیا ہے۔ چونکہ اس پروگرام کو ایک اچھے طریقے سے چلایا جاتا ہے اور اس میں شفافیت ہے۔ Postal Service involved ہے اور Smart Card involved ہے پیسہ دینے میں۔ اس میں کافی شفافیت ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کو سراہنا چاہیے خاص طور پر ہمارے ممبرز کو۔ اس سے کافی لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے۔ میرے پاس پوری details ہیں اگر چاہیے معزز ممبران کو تو میں ان کو فوٹو کاپی کر کے دے دیتا ہوں۔ اس میں یہ سارا کچھ بتایا گیا ہے۔ اس میں آپ یقین کریں کہ اس کی شفافیت اور اس کا فائدہ جو رہا ہے غریبوں کو یہ دونوں اچھے کام ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، گلشن سعید صاحبہ۔

سینیٹر گلشن سعید: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب۔ یہ تو پڑھ کر مجھے ایسا لگا ہے جیسا کہ آپ نے ہمیں روبوٹ بنا دیا ہے۔ ہم اپنی مرضی سے شور مچانا، کھڑے ہونا، ہاتھ اٹھانا اور آپ کو کہنا کہ ہم بات کریں گے وہ سارا آپ نے بند کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: Digital ہو گیا ہے ناں۔

سینیٹر گلشن سعید: نہیں، digital نہیں ہو گیا ہے۔ آپ نے ہمارا منہ، ہاتھ اور پیر سب باندھ لئے ہیں۔ مجھے ایسا لگا ہے۔ نئی چیز ہے، چلیں ٹھیک ہے۔ ابھی پتا چل جائے گا۔ اگر نہ ہوا تو ہم اپنی پرانی عادت پر آ جائیں گے۔ شور مچا کر ہاتھ کھڑا کرنے کی۔ جناب والا! میں بھی بے نظیر پروگرام کے حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ پروگرام تو اچھے طریقے سے شروع ہوا تھا اور

چالیس، چالیس ہزار فارمز ہمیں بھی ملے تھے۔ پیپلز پارٹی نے یہ کام کیا تھا۔ یہ نہیں کہ صرف اپنے لوگوں کو فارمز دیے بلکہ انہوں نے سارے لوگوں کو دیے ہیں۔ اپنے لوگوں کو بھی اور اپوزیشن کے لوگوں کو بھی یہ فارمز دیے تھے۔ جناب چیئرمین! رپورٹ یہ آئی ہے کہ لوگوں کو یہ پیسے ملتے نہیں ہیں۔ وزیر موصوف جو تشریف رکھتے ہیں میں ان سے درخواست کروں گی کہ یہ جو Vocational Centres کی بات کر رہے ہیں۔ اگر کہیں سے کسی نے اس سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ کون کونسے صوبوں میں کتنے students نے یہ کام سیکھا ہے یا وہ اپنا ذاتی کام کر رہے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ ایک ہزار روپے فی مہینہ تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ جن لوگوں کو TV پر لا کر دکھایا جاتا ہے کہ ہمیں بے نظیر انکم سپورٹ پیسہ مل رہا ہے ان کی حالت فقیروں سے بدتر ہوتی ہے۔ سچی بات کر رہی ہوں۔ ان کی حالت ایسی نہیں ہوتی ہے کہ ان کو کبھی پیسہ ملا ہے۔ یہ صرف یہاں پر باتیں کر رہے ہیں۔ آپ اتنے اربوں روپے غریبوں کو دے رہے ہیں لیکن کہیں سے بہتری کی آواز نہیں آئی۔ کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہم بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے چاروں صوبوں کے بارے میں بتائیں کہ کتنے لوگوں نے Vocational Training Centres سے استفادہ حاصل کر لیا ہے اور کتنے لوگوں کو یہ پیسے دیتے ہیں کیونکہ جن لوگوں کو ہم نے فارمز دیے تھے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پیسے نہیں آتے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، پیرزادہ صاحب۔

سید ریاض حسین پیرزادہ: جناب چیئرمین! ایک تو فارمز جب بھرے گئے تھے تو وہ غلط تھے۔ ایک گھر کو ایک فارم ملا تھا مگر وہ ساری فیملی نے بھر دیے۔ اس میں فارمز کافی تعداد میں ضائع ہوئے ہیں۔ اس لئے پھر یہ شور مچا تو حکومت نے پھر غربت سروے شروع کرا دیا جو ہر ضلع میں شروع ہے۔ غریب لوگوں کو پھر smart cards جاری ہوئے۔ جہاں تک Vocational Institutes کی information معزز ممبر صاحبہ چاہتی ہے وہ fresh question کر دیں تاکہ ہم تمام صوبوں سے لیکر مہیا کریں۔ آپ روز TV پر بھی دیکھ رہے ہیں کہ Vocational Technical Education کے بارے میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا daily اشتہار چل رہا ہے۔ غریبوں کو بھی اس لئے TV پر بتایا جا رہا ہے کہ جو بھلائی ہو سکتی ہے۔ یہ کوئی اتنا امیر ملک نہیں ہے کہ تیل کا پیسہ لوگوں میں تقسیم کریں اور لوگوں کو امیر کریں۔ یہ تو بہت معمولی رقم ہے لیکن ایک کمزور آدمی کے لئے انگلی کا سہارا کافی ہوتا ہے۔ جن لوگوں کی روزی روٹی چل رہی ہے وہ اس پر کافی خوش ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس کے لئے کافی پیسہ باہر سے آرہا ہے۔ معزز وزیر صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ 12-2011 کے PSDP میں بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟ وہ رقم بھی خرچ ہو رہی ہے یا جو باہر سے رقم آرہی ہے وہی خرچ ہو رہی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، پیرزادہ صاحب۔

سید ریاض حسین پیرزادہ: جناب چیئرمین! یہ تو آپ کے بجٹ میں بھی آگیا تھا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا پورا figure جو lump sum ہونا تھا۔ باقی جو پیسہ باہر سے آیا ہے اس کے بارے میں اگر یہ پوچھنا چاہتے ہیں تو یہ fresh question دے دیں یا کل میرے پاس تشریف لے آئیں تو میں اس محکمے کو بلا کر پورا ان کو دکھا دیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you. Next question, Ismail Buledi *sahib*.

[Q. No. 21]

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میں نے پوچھا تھا کہ گزشتہ تین سالوں کے دوران نیشنل بینک آف پاکستان میں کتنے ملازمین کو ترقی دی گئی ہے؟ صوبہ وار بتایا جائے۔ جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں کہ ہم یہ روتے ہیں کہ بلوچستان کو اور چھوٹے صوبوں کو نظر انداز کیا جارہا ہے۔ ابھی آپ دیکھ لیں کہ پہلا جو پیرا ہے 2008 کا اس میں بلوچستان کے 224 کئے ہیں جبکہ total ہے 2581 یعنی ہمارے 300 بنتے ہیں 200 سے زیادہ بنتے ہیں جبکہ انہوں نے ہمیں دیا ہے صرف 224۔ تو 100 ہمارے کوٹہ سے کم رکھے گئے ہیں۔ تو یہ زیادہ آپ ذرا دیکھ لیں۔

دوسرے پیرے 2009 میں بھی آپ دیکھ لیں۔ ایک جگہ پر 6311 ہیں اور دوسری جگہ پر 5896 ہیں۔ ہمیں اس میں اگر دیا گیا ہے صرف 471۔ اسی طرح تقریباً 400,300 بندے اس میں کم ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ سوال پوچھ لیجیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: 10–2009 میں افسران کا جو گریڈ ہوتا ہے انہیں ترقی دینی چاہیے۔ میں نیشنل بنک کے صدر کو خود بھی ملا تھا۔ ان کی یقین دہانی کے باوجود بھی گوادر ریجن کے جو سب سے سینیئر تھے اس کو انہوں نے تین سال کے دوران بھی promote نہیں کیا۔ اس نے وعدہ کیا تھا اور accept کیا کہ زیادہ ہوئی ہے اور اس کا ازالہ کریں گے۔ جناب چیئرمین! آپ کے Ruling پر عمل درآمد بھی ہو۔ جواب بھی ہمیں ملتا ہے کہ we are doing مگر یہ کبھی نہیں کہا جاتا کہ we have done. یہ بھی بتائیں کہ ہم نے done کر دیا ہے۔ کریں گے، کریں گے، یہ الفاظ بلوچستان کے لئے کب تک آپ استعمال کریں گے؟ مجھے وزیر صاحب بتائیں چونکہ بااختیار وزیر نہیں ہیں، یہ تو بے اختیار وزیر ہو گا۔ تو کیا یہ ہمیں مطمئن کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی منسٹر صاحب۔

خواجہ شیراز محمود (وزیر مملکت برائے خزانہ): جناب چیئرمین! ڈاکٹر صاحب نے بالکل ٹھیک point out کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ماضی میں ہمارے چھوٹے provinces کے ساتھ اس قسم کی زیادتیاں اکثر ہوتی بھی رہی جس میں اب بھی lagging موجود ہے۔ یہ میں ضرور معزز ممبر کی خدمت میں کہوں گا کہ موجودہ حکومت نے آغاز حقوق بلوچستان کے نام پر جس پیکیج کا اعلان کیا ہے اور اس پر implementation بھی بہت حد تک مکمل ہو چکا ہے اور جتنی jobs announce کی گئیں آپ دیکھ لیں کہ Federal Government کے تمام محکموں کے اندر میں صرف نیشنل بینک کی بات نہیں کروں گا تمام محکموں کے اندر باقی provinces کے اندر بھرتیاں نہیں ہوئی ہیں لیکن جو کوٹہ بلوچستان کا تھا وہ تمام کا تمام advertise کر کے اس پر بھرتیاں بھی ہوئی اور جہاں پر جو بھی seats رہ گئی تھیں وہ بھی اس طرح سے under process ہے کہ کہیں پر انٹرویوز ہو رہے ہیں اور کہیں پر written tests ہو رہے ہیں اور کہیں پر final call letters جا رہے ہیں اور کہیں پر appointment letters deliver ہو رہے ہیں۔ تو یہ process بالکل مکمل بھی ہو رہا ہے اور بہت سے جگہوں پر مکمل ہو چکا ہے۔

جہاں تک نیشنل بینک کا معاملہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو figures موجود ہیں وہ تمام ہاؤس کے سامنے موجود ہیں۔ اس میں اگر ڈاکٹر صاحب نے جس طرح کسی particular ایک آفیسر کے لئے یا چند افسران کے لئے بات کی ہے اور خود بھی ملے ہیں جا کر تو میں بھی انہیں help out کروں گا اس سلسلے میں۔ ہم اکھٹے بیٹھ کر بھی یہ بات دوبارہ نیشنل بینک کے صدر سے کر سکتے ہیں۔

Even ہم Federal Minister سے بات کر سکتے ہیں۔ Secretary Finance سے بات کر سکتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں حاضر ہوں۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میں یہاں پر ایک چیز آپ کے نوٹس میں لاؤں گا کہ بلوچستان کے 13 سینیٹروں نے ایک سینیئر ترین بندے کو recommend کیا تھا۔ (آگے ٹی 7 پر جاری ہے)

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: ایک سینیئر ترین بندے کے لیے ہم نے نیشنل بنک کے لیے recommend کیا تھا جو سینیئر ترین نیشنل بنک کے cadre پر ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزیراعظم صاحب نے ہماری بات نہیں مانی اور آج اس میں جو دیکھ رہا ہوں کہ اس لیے یہ نہیں مانی کہ اپنے جو بندے یہاں لگائے ہیں province-wise summary of the promoted contractual employees اس میں 117 آپ نے سندھ کے لوگ promote کیے ہیں۔ 82 آپ نے پنجاب سے promote کیے ہیں اور خیبر پختونخوا سے 9 ہیں اور بلوچستان سے 8 ہیں۔ جناب! آپ یہ کہہ رہے ہیں اور بلیدی صاحب کے پاس proof موجود ہیں کہ ہمارے جتنے سینیئر لوگ تھے آپ نے ان کو promote نہیں کیا اور recently آپ ایک کام کریں کل بھی میں نے point of order پر یہ کہا کہ گوادر جو اس وقت ہمارا winter capital ہے اس ریجن کو آپ حب میں شفٹ کر رہے ہیں۔ شاید یہ آپ کے نوٹس میں نہیں ہے۔ اس لیے آپ شفٹ کر رہے ہیں کہ وہاں پر آپ کے افسر ڈر کر نہیں جاتے ہیں۔ حب میں آپ انہیں بھیجیں گے اور بلوچستان والوں کو نکال دیں گے۔ مہربانی کر کے اس پر آپ تھوڑا سا غور کر لیں۔ میں آپ سے جواب بھی expect نہیں کرتا ہوں شاید آپ نے کیا ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، پروفیسر صاحب، سب کو موقع ملے گا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! میں بھی دو تین چیزوں کی طرف متوجہ کروں گا۔ دیکھیئے پہلی چیز تو یہ ہے کہ سبھی میرے رفقاء نے جو بات اٹھائی ہے بلوچستان کے اندر representation یہ ایک fact ہے اس کی اصلاح ہونی چاہیے لیکن مزید آپ یہ دیکھیئے کہ 2005 to 2008 میں eligible and promoted برابر ہے۔ 2009 میں ہم دیکھتے ہیں کہ eligible are

6311 لیکن promoted ہیں صرف 5896 اور اس کے بعد اگر آپ 2010 پر آتے ہیں تو اور بھی زیادہ مسئلہ آتا ہے کہ eligible ہیں

6000 اور promoted ہیں 367۔ میں پوچھنا یہ چاہوں گا کہ eligible and promoted میں اتنا فرق کیوں ہے اور اگر

province-wise دیکھیں تو کئی مقامات پر اور بھی زیادہ serious ہے۔

دوسرا میرا سوال یہ ہے--

جناب چیئرمین: ایک سوال کر لیجئے باقی لوگوں نے بھی سوال کرنا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: تاکہ facts سامنے آجائیں کہ یہ جو contractual appointments ہیں۔ 2010 میں 199

سندھ اور پنجاب کے ہیں یہ disproportionate position کیوں ہے؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔ یا question کو club کر لیں کیونکہ کافی questions ہیں اور مغرب کی نماز کا وقت

بھی ہونے والا ہے۔ So, let me club the questions then you can answer them. جی بزنجو صاحب آپ کا بھی

سوال ہے۔ جی زاہد صاحب

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب منسٹر صاحب! جس طرح بلیدی صاحب نے کہا ہے اس میں دیکھیں، 2008, 2009, 2010

اس میں پاٹا کا نام بالکل لکھا نہیں گیا، باقی تو چھوڑ دیں۔ جس علاقے کا نام نہ ہو اس علاقے کو کیا حق ملے گا پھر آخر میں 2008 to 2010

جو کہتے ہیں کہ پہلے ادوار میں ہوا ہے اس دور میں منسٹر صاحب ذرا دیکھیں کہ کنٹریکٹ پر جو ترقی پانے والے لوگ ہیں۔ یہ total 226 ہیں

اس میں 117 سندھ سے ہیں۔ کس کوٹہ کے حساب سے آپ نے سندھ کو 117 دیا ہے اور باقی لوگوں کے ساتھ آپ نے جو زیادتی کی ہے

یہ باقی صوبے نہیں ہیں۔ ان کو کچھ نہیں دے سکیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ، بلوچستان کے احباب نے اپنی بات کی، بلوچستان اور پختونخوا کے بارے میں بات ہو چکی

ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ زیادتی سب سے ہوئی ہے۔ صرف بلوچستان اور پختونخوا سے نہیں ہوئی ہے اگر آپ 2009 میں دیکھتے ہیں تو میں

اپنے صوبے کی بات کرتا ہوں۔ 1830 آدمی اس قابل تھے صوبہ سندھ سے، کہ ان کو ترقی ملنی چاہیے تھی لیکن 1722 کو ترقی ملی ہے اور

باقیوں کو محروم رکھا گیا ہے، اسی طرح 2010 میں 182 افراد ترقی کے اہل تھے لیکن 119 کو ترقی دی گئی۔ میں سوال کرتا ہوں کہ صوبہ سندھ کے ساتھ بھی زیادتی کی گئی ہے۔ کیا وزیر موصوف صاحب اس قسم کی کوئی یقین دہانی کرائیں گے کہ وہ اس کا کوئی ازالہ کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بہت بہت، میرے خیال میں تمام صوبوں کی بات آچکی ہے۔ اب آپ جواب دیجئے۔ بلوچستان کے بارے میں بات آچکی ہے۔ آپ وہی سوال کریں گے کہ کیوں نہیں دیا گیا۔ اس کا یہ جواب دیں گے۔ کلثوم صاحبہ آپ کا سوال بھی وہی بلوچستان کے بارے میں ہوگا۔

سینیٹر کلثوم پروین: یقیناً سوال وہی ہوگا۔

جناب چیئرمین: وہ سوال repetition ہوگا۔ تاکہ اور سوالات کے جواب آجائیں

سینیٹر کلثوم پروین: پیرزادہ صاحب نے جیسے فرمایا ہے کہ حقوق بلوچستان کے حوالے سے لوگوں کے tests and interviews ہو رہے ہیں اور فیڈرل میں ملازمت میں ہمارے سٹوڈنٹ کی جو shortage تھی وہ بھی پورا کریں۔ جناب، ایسا نہیں ہو رہا ہے ابھی تک ہمارا جو کوٹہ ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ میں اس کا ایک فیصد بھی پورا نہیں ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ہمارے ڈاکٹرز جو ہیں وہ یہاں پر آئے ہوئے ہیں ٹریننگ کرنے کے لیے، میں خود ہیلتھ کے حوالے سے ان کے لیے جا چکی ہوں ہمارا کوٹہ اس میں رہتا ہے۔ مجھے بتا دیں کہ حقوق بلوچستان کے حوالے سے گورنمنٹ نے جو وعدہ کیا تھا بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ، وہ کتنے فیصد پورا ہوا ہے۔ صرف یہی بات promotion کے بارے میں ہے بلکہ جب حقوق بلوچستان کی بات کریں تو اس پر بھی عمل درآمد ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: شکریہ بہت بہت، جی منسٹر صاحب جواب دیجئے۔

خواجہ شیراز محمود(وزیر مملکت برائے خزانہ): جناب چیئرمین صاحب! جس طرح سوالات کیے گئے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ڈاکٹر مالک صاحب جس طرح کہہ رہے تھے میں ان کے ساتھ agree کرتا ہوں۔ گوادر میں حب کی طرف جو shifting ہو رہی ہے اس کو resist بھی کرنا چاہیے میں یہ grievances جو ہیں نہ صرف convey کروں گا بلکہ میں آپ کے حکم سے کوشش کروں گا میں Secretary Finance کو اور honourable Federal Minister کو بھی یہ بتاؤں گا کہ سینیٹ نے یہ convey کیا ہے۔ حب میں بالکل shifting نہیں ہوگی اور بلکہ اس کو develop کیا جائے اس کو مزید further enhance کیا جائے اور اس میں capacity

building بھی ہو اور لوگوں کو جو services مل رہی ہیں definitely وہ ایک alternate capital کے طور پر develop ہو رہا ہے تو اس کو وہیں پر رہنا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کوئی شک نہیں ہے جناب چیئرمین! جس طرح یہ figure آیا ہوا ہے تو it shows that there is something mysterious happening there in the National Bank اور اگر اس پر کسی کمیٹی کو refer کر دیں --

جناب چیئرمین: کمیٹی بنی ہوئی ہے جو کہ دیکھ رہے ہیں۔

خواجہ شیراز محمود: میں وہی عرض کر رہا ہوں --

Mr. Chairman: I have already formed a Committee to look into it.

خواجہ شیراز محمود: ڈاکٹر صاحب مجھے ذرا بات کر لینے دیں ---

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب بات کرنے دیں۔ رولز کہتے ہیں کہ جب منسٹر بول رہا ہو تو آپ سنیں اس کے بعد آپ بات کیجئے۔ وہ بات کر رہے ہیں۔

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرمین! میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ جب یہاں پر Questions Hour ہوتا ہے تو ہم اپنے عوام کے، علاقے کے لوگوں کے مسائل لے کر آتے ہیں تو اگر address نہ ہو وہاں پر سوال ہو ہم یہاں پر جواب دے دیں اس کے بعد چلیں جائیں یہ بہتر طریقہ کار تو نہیں ہوگا ہم اس میں سے کچھ fruitful لے لیں اگر بھلے کمیٹی کو ریفر کرنا چاہیے۔ نیشنل بنک کے صدر آئیں، پیش ہوں۔ آپ اس پر سارے ایک ایک سوال کر کے پوچھیں کہ جناب آپ نے یہ زیادتی کیوں کی contractual employees میں، جناب چیئرمین! یہ چیزیں چھپنے والی تو ہیں نہیں؟ جب question ہوتا ہے تو یہاں پر جب جواب آتا ہے وہ بھی اس لیے آتا ہے کہ آپ کے سامنے picture clear ہو جائے اگر ایک صوبے سے even the Punjab is a very big province سب سے بڑا صوبہ ہے بلکہ the biggest amongst the provinces اب اس میں بھی کم لوگوں کو ترقی ملی ہے contractual employees میں، اور صوبہ سندھ province میں لوگوں کو زیادہ ملی ہے تو کم از کم میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ غلط ملی ہو گی بالکل ٹھیک ملی ہو گی اور merit basis پر ملی ہو گی لیکن وہ honourable members تک وہ بات پہنچے کہ کیوں باقی صوبوں کو کم ملی اور ایک

صوبے کو زیادہ ملی - جناب چیئرمین! ایک سوال ہوا کہ یہاں پر کہا گیا میں اس کو sum up کرتا ہوں کہ بہتر یہی رہے گا کہ اگر کمیٹی میں نیشنل بنک کے چیئرمین آجائیں اور ممبرز بیٹھے ہوں--

جناب چیئرمین: خواجہ صاحب! میں نے عرض کیا کہ کمیٹی میں نے بنائی ہوئی ہے Leader of the House باقی members بھی اس کو دیکھ رہے ہیں اور وہ ان مسئلوں کو بھی دیکھیں - جو آج raise کیے گئے ہیں -

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: آپ اس کمیٹی کو جوڑیں وہ تو ایک مہینے میں meeting ہوتی ہے - اب اتنے محکمے ہیں ان کو تو متعلقہ کمیٹی کو refer کریں - منسٹر کو کوئی اعتراض نہیں ہے -

جناب چیئرمین: وہ کمیٹی بن جائے گی جی نیئر بخاری صاحب آپ کا کیا کہنا ہے - ایک منٹ -

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

آگے -- یو --- ۸ --

TO8-18JAN2012 SAIFI UR2 TIME 0830

(اس مرحلے پر اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

جناب چیئرمین: جی بلیدی صاحب -

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب والا! میری عرض یہی ہے کہ اس مرحلے پر صدر نیشنل بنک کو اگر بخاری صاحب بلاتے ہیں تو بلائیں - ہمیں بھی as a mover بلائیں -

جناب چیئرمین: شکریہ - اگلا سوال بیگم نجمہ حمید صاحبہ - دو منٹ رہ گئے ہیں وقفہ سوالات کو ختم ہونے میں -

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بائیس نمبر میرا سوال ہے -

جناب چیئرمین: بائیس اور تئیس کا جواب نہیں آیا deferred to the next rota day.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: لیکن آپ پکاریں تو صحیح -

Mr. Chairman: 22 and 23 are deferred to the next rota day. Yes begum *sahiba*.

(Q. No. 24)

جناب چیئرمین: جی آپ کا کوئی سپلیمنٹری۔

سینیٹر بیگم نجمہ حمید: جناب والا! ابھی انکم سپورٹ پروگرام کا جواب پیرزادہ صاحب دے رہے تھے۔ اس پر میرے دونوں سوال آگے پیچھے ہیں۔ میں کہنا یہ چاہ رہی تھی کہ سیلاب زدہ علاقوں میں جو چیزیں تقسیم کی گئی ہیں وہ زیادہ تر لوگوں کے گھروں اور گوداموں میں پڑی رہی ہیں اور ان چیزوں کو تقسیم نہیں کیا گیا، جب بھی گئے ہیں لوگوں سے شکایات ہی موصول ہوئی ہیں کہ گوداموں کے گودام بھرے ہوئے ہیں اور تقسیم نہیں کی جا رہی۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ این جی اوز نہیں بلکہ پارلیمنٹ کے ممبران کے ذریعے تقسیم کی گئی ہیں۔ پارلیمنٹ کے ممبران ان کو چیزیں دیتے ہیں جو ان کو ووٹ دیتے ہیں اور یہ لوگ انہیں استعمال کرتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ مائیکروفنانس کی طرح کوئی ایسی سکیم بنا دیں جہاں پر عورتیں کام کر سکیں۔ ہزار روپے سے تو ان کا کچھ نہیں بنتا۔ محترمہ کلثوم صاحبہ نے بھی بالکل ٹھیک کہا ہے کہ ان کی انکم کا کوئی ذریعہ بن جائے اور وہ روزی کما سکیں۔ جو مستقل روزی ہو، انکم سپورٹ پروگرام تو بھکاری بنانے والی بات ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پیرزادہ صاحب جلدی سے جواب دے دیں۔ جی خالد سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: جناب والا! اسی سوال پر ہوں کہ اراکین پارلیمنٹ کے ذریعے تین ارب بیاسی کروڑ اٹھتر لاکھ پنتالیس ہزار چار سو تیس روپے تقسیم کئے گئے ہیں۔ ان اراکین پارلیمنٹ کے نام ہمیں بتائے جائیں کہ وہ کون سے خوش نصیب اراکین اسمبلی ہیں جن کے ذریعے سے یہ رقم تقسیم کی گئی ہے کیونکہ میں بھی پارلیمنٹ کا رکن ہوں لیکن ہمارے ذریعے کوئی ایک درخواست بھی قبول نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی غفار قریشی صاحب جلدی سے پوچھ لیجیئے۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی: جناب والا! میرا سوال ڈاکٹر صاحب نے پوچھ لیا ہے۔ میں بھی اسی کی سپورٹ کرتا ہوں۔

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب والا! میں نے سندھ سیلاب کے لیے دو لاکھ روپے دیئے تھے وہاں پر کچھ نہیں پہنچا۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب والا! سوال کے لیے انہوں نے جتنی information مانگی تھی وہ دے دی گئی ہے کیونکہ یہ figures کا مسئلہ ہوتا ہے ہم خود تو بتا نہیں سکتے۔ جو figures مانگی گئی تھیں وہ یہاں پر دے دی گئی ہیں۔ سومرو صاحب کا جہاں تک سوال ہے کہ ان ایم این ایز جن کے نام ہیں اس کے لیے تو ایک fresh question چاہیے تا کہ جواب دیا جا سکے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ ابھی آپ کے پاس موجود نہیں ہے۔ Question Hour is over. The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House shall be taken as read. نماز کا وقفہ پندرہ منٹ کا کر لیتے ہیں۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے پندرہ منٹ اجلاس ملتوی کیا گیا)

Azhar ur1 t09-18jan2012

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت ڈپٹی چیئرمین جناب جان محمد خان جمالی شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رخصت کی درخواستیں لیتے ہیں۔ جناب الیاس احمد بلور نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ انیس جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بلور صاحب کدھر ہیں؟ کیا بلور صاحب بھی کل سپریم کورٹ جا رہے ہیں کیونکہ انہوں نے چھٹی کی درخواست کی ہے۔ جناب طلحہ محمود صاحب ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ سترہ جنوری کو اس اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخوست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: محترمہ عافیہ ضیاء صاحبہ نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ اٹھارہ جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

(آگے b10)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب افراسیاب خٹک نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 18 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب عبدالنبی بنگش نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 17 اور 18 جنوری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کمیٹی کی lay reports کر لیتے ہیں۔

Senator Raza Rabbani *sahib* on behalf of Senator Afrasiab Khattak *sahib* please, present the report.

Senator Mian Raza Rabbani: I beg to lay the report of the Functional Committee on Human Rights for the period from August, 2009 to November, 2011.

Mr. Deputy Chairman: The report stands presented.

Mr. Chairman: Anybody on behalf of Dr. Hafeez Sheikh? Muala Bukhsh Chandio *sahib* please, lay the report.

Papers to be Laid

Senator Mola Bukhsh Chandio (Minister for Law): I beg to lay before the Senate the Annual Report for the year of 2010−11 of the Central Board of Directors of State Bank of Pakistan on the state of Pakistan's Economy, as required under section 9A (f) of the State Bank of Pakistan Act, 1956.

Mr. Deputy Chairman: The report stands laid.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں ایک بار پھر نہایت افسوس سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی روایات سے مکمل طور پر رو گردانی کی جا رہی ہے۔ State Bank کو سال میں 4 reports پیش کرنی ہوتی ہیں، تین quarterly reports اور ایک Annual report دونوں Houses میں پیش کرنی ہوتی ہیں اور یہ ان کے قانون کا ایک حصہ ہے۔ دنیا بھر کا معروف قاعدہ ہے کہ جب کوئی report Parliament کو پیش کی جاتی ہے تو وہ پہلے Parliament میں آتی ہے پھر باہر جاتی ہے یا کم از کم ایک ہی وقت میں یہ کام ہوتا ہے۔ اس سے پہلے report کو باہر release کرنا، contempt of the House میں آتا ہے، یہ report چھپ چکی ہے، web پر آچکی ہے، اخبارات میں آگئی ہے اور آج ہمارے پاس آرہی ہے۔ میں یہ بات record پر لانا چاہتا ہوں کہ State Bank کے لیے یہ ضروری ہے کہ اسے پابند کیا جائے کہ report پہلے دونوں Houses میں آئے اور پھر اس کے بعد یا اسی وقت public کے لیے release کی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولا بخش چانڈیو صاحب! آپ حفیظ شیخ کے behalf پر ہیں تو ان کو پابند کریں کہ یہ لوگ اخباروں کو رپورٹیں قسطوں میں نکالتے ہیں، اپنے من پسند journalists کو دیتے ہیں اور پھر ادھر پیش کرتے ہیں۔ مولا بخش صاحب! آپ ان کو سیدھا کریں گے یا حفیظ شیخ صاحب ان کو ٹیڑھا کریں گے۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: سیدھا اور ٹیڑھا کرنے کی یہاں پر سوال نہیں ہے، بات کرنے کا سوال ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب! باتوں سے نہیں مانتے، آپ ان کو اپنا وزن دکھائیں۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: تو پھر اوپر بیٹھنا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں اور کوئی علاج نہیں ہے۔ حفیظ شیخ صاحب کو سمجھ ہی نہیں آرہی کہ finance کی سمت کیا ہے کہ bullet train high رفتار سے جا رہی ہے۔ پروفیسر خورشید صاحب! You are on a privilege motion.

Privilege Motion

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move the following Privilege Motion: Under 18th Constitutional Amendment the Annual Report from the Federal Government in respect of steps taken towards the implementation of the directive principles state policy was to be presented to the Senate. Similarly, it was made obligatory that the reports of the Council of Common Interests, National Economy Council and implementation of NFC Awards to be presented to both the houses of the Parliament. The 18th Amendment is part of the Constitution from April 2010. More than nineteen months have passed and none of these reports has been presented to the Senate of Pakistan. This is a flagrant violation of the privilege of the Senate and I beg to move that the Senate should seriously consider to censure the Government on this failure and demand immediate presentation of all the constitutionally stipulated reports.

جناب والا! کیا میں اس کی وضاحت کروں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں پہلے ان سے پوچھ لوں کہ Leader of the House has any objection to this.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: نہیں، privilege motion پر objection نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے، you are right.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! privilege motion and adjournment motion میں یہ فرق ہے کہ adjournment motion پر objection کیا جا سکتا ہے اور privilege motion, Member, Chairman and House تین parties ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): جب privilege motion آتا ہے، obviously their question is put to the Government that whether they intend to oppose or they don't oppose it. مطلب ہے کہ اس کے extent کی بات ہے، that should be opposed by the Treasury Benches and they respond to that. اس کے بعد پروفیسر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں تو ضرور بات کریں لیکن انہوں نے اپنا privilege motion پڑھ دیا اور اس کے contents House میں آگئے ہیں،

it is on record now. So, it is a question towards the Treasury Benches then we would like to respond that, then it can be proceeded further.

جناب ڈپٹی چیئرمین: صحیح ٹھیک ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: آپ ذرا business دیکھ لیں، I would stand correct him لیکن میرے علم کی حد تک کہیں بھی دنیا بھر میں adjournment motion کے سلسلے میں یہ ہوتا ہے کہ اسے پیش کرنے کے بعد objection ہو یا نہ ہو، اگر objection نہیں ہے تو accepted اگر ہو تو پھر discussion ہوتی ہے۔ جہاں تک privilege motion کی بات ہے، اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن یہ دستوری اور قانونی روایات کے خلاف ہوگا۔ آپ rules نکال کر دیکھ لیں کہ privilege motion کے rules میں کہیں یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ

what the Chairman thinks, it can go to the House.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: پروفیسر صاحب جو کہہ رہے ہیں، he has long experience of this House

also but certainly I would say that what has been the practice in the past also even in the both Houses, question is always put to the Government whether they oppose it or they concede to it, this is the practice in both the Houses but my submission is this, if it is to

be decided by the Chair, it could be decided in the Chamber also, the matter could be raised in the Chamber of the Chairman also. یہ اس پر بات کر لیں certainly I would like to respond to this, the Government wants to respond to this also.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے، اس پر بات کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں اپنی بات پیش کر دوں پھر آپ اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب! آپ اپنا point of view دے دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے یہ establish کرنا چاہتا ہوں کہ privilege of the House ہے، یہ ایک بڑا ہی important پہلو ہے اور independence and supremacy of the Parliament کا یہ cardinal principle ہے۔ "May's Parliamentary Practice" میرے پاس اس کا 12th Edition ہے، میں اس سے آپ کو سناتا ہوں کہ "I repeat" "it may be stated generally that any act or omission, any act or omission which obstructs or impedes either House of Parliament in the performance of its function or which obstructs or impedes any member or officer of such house in the discharge of their duty or which has a tendency to directly or indirectly to produce such results may be treated as a contempt even though there is no precedent of the office". Kaul نے بھی اس کو لیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ "in parliamentary language the term privilege, applies to certain rights and immunities enjoyed by each house of Parliament and committee of each house collectively or by member of each house individually..."

(اس موقع پر صحافی press gallery سے walk out کر گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر صاحب! ایک منٹ۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے صحافی بھائی walk out کر گئے ہیں، کل ایک صحافی پھر شہید کر دیا گیا۔ آپ نے ان کے لیے آج فاتحہ کی ہے؟ آپ نے افسوس نہیں کیا، کل ایک صحافی شہید کر دیا گیا ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بہر حال اس کا فاتحہ بھی ہونا چاہئیے، اس کی condemnation بھی ہونی چاہئیے اور سب سے اہم چیز یہ ہے کہ کون ذمہ دار ہے، اس پر گرفت ہونی چاہئیے۔ اس سے پہلے شہزاد کے سلسلے میں جو report آئی ہے، وہ نہایت مایوس کن report ہے، اس میں cover up کیا گیا ہے بجائے اس کے جو قاتل ہیں، ان کو identify کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ پہلے فاتحہ نہ پڑھ لیں۔ آگے------------ T11

T11-18JAN2012 FURQAN[ED.MUBASHIR] 6.20P.M. ER8

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے پہلے فاتحہ پڑھ لیں۔ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب! مرحوم صحافی کے لیے فاتحہ پڑھ لیں، کل ان کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔

(اس موقع پر ایوان میں فاتحہ پڑھی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: چانڈیو صاحب! آپ میڈیا والوں کو جا کر بتا دیں کہ ہم نے افسوس کر لیا ہے اور follow up بھی کریں گے۔ نیشنل اسمبلی میں بھی یہ مسئلہ اٹھ چکا ہوگا۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ہم نے ڈیمانڈ بھی کر دی ہے یعنی ہم اس معاملے میں ان کے ساتھ ہم آواز ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بالکل پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میں نے جو کچھ عرض کیا ہے اگر آپ اس کا تجزیہ کریں تو چند باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں، وہ یہ ہیں کہ کچھ individual rights تک ہیں اور کچھ house rights کے ہیں۔ اس لیے میں نے جو issue اٹھایا ہے وہ بیک وقت ہاؤس کا ایک right ہے اور ہر member of the Parliament کا بھی right ہے۔ جیسے اس سے بالکل clear ہے کہ کوئی ایسی چیز جو action ہو یا omission ہو، اگر کوئی omission ایسی ہے کہ جس بنا پر ہاؤس کے functions کو ادا نہیں کر پائے گا تو یہ ایک offence ہے، violation ہے اور contempt ہے۔ اگر دستور نے ہماری یہ ذمہ داری مقرر کی ہے کہ کچھ reports سینیٹ کے سامنے آئیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ سینیٹ کے function کا حصہ ہے کہ وہ ان reports کو نہ صرف receive کریں بلکہ ان پر respond کریں، ہاؤس اس پر discuss کرے اور آگے لے کر چلے۔ یہ accountability and oversight کا in

inseparable حصہ ہے اور اگر ایسی کوئی چیز ہوتی ہے کہ جو کسی خاص وقت پر ہاؤس کو ملنی چاہیئے اور نہیں ملتی تو یہ ایک violation ہے۔ پھر آپ نے دیکھا ہو گا کہ بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ کسی ممبر کو ہاؤس میں آنے سے روکا جائے تو یہ ایک violation ہے لیکن بالکل اسی طرح information کو آنے سے روکا جاتا ہے یا یہاں information نہیں آنے دی جاتی تو وہ بھی ایک offence ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ordinance دونوں Houses میں lay ہونا چاہیے اور Article Act 9 کے تحت نہیں ہوتا ہے تو یہ ایک violation ہے۔ بالکل اسی طرح آپ یہ دیکھیئے کہ جو reports یہاں آنی چاہئیں، نہ وہ آرہی ہیں اور نہ اس پر discuss ہو رہا ہے اور نہ اس کی کوئی report دیتا ہے۔ اس معاملے میں اٹھارھویں ترمیم میری نگاہ میں بڑی اہم ہے۔ اس میں جہاں بہت سی ایسی چیزیں جو کہ صحیح نہیں تھیں اور دستور میں شامل کر دیں گئی تھیں، ان کی اس میں اصلاح کی گئی ہے اور وہیں اس نے بڑے substantive improvements کیں ہیں۔ ان میں سے ایک directive principle improvement کے سلسلے میں ہے۔ میں آپ کی توجہ chapter 2 کی طرف مبذول کراؤں گا، یہ Article 29 to 40 تک deal کرتا ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ:

"The Principles set out in this Chapter shall be known as the Principles of Policy, and it is the responsibility of each organ and authority of the State, and of each person performing functions on behalf of an organ or authority of the State, to act in accordance with those Principles in so far as they relate to the functions of the organ or authority."

اس کے اسی آرٹیکل کا Clause 3 کہتا ہے:

"In respect of each year, the President in the relation to the affairs of the Federation, and the Governor of the each Province in relation to the affair of the Province, shall cause to be prepared and laid before each of House of Majlis-e-Shoora (Parliament) or, as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the Principles of Policy, and provision shall be made in the rules of procedure

of the National Assembly and the Senate or, as the case may be, the Provincial Assembly, for discussion on such report."

اب دیکھیئے responsibility clear ہو گئی ہے، کیا ایریا ہے، وہ clear ہو گیا اس کے بعد کے جو Clauses 11 ہیں وہ میں نہیں پڑھ رہا، وہ سب اہم ہیں اور ان کے بارے میں ایک ایک کر کے فیڈرل گورنمنٹ ذمہ دار ہے کہ وہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد دونوں Houses میں اور اٹھارھویں ترمیم سے پہلے صرف قومی اسمبلی میں یہ رپورٹ پیش کرے۔ ہاؤس کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دو کام کرے یعنی یہ کہ Rules of Business میں ترمیم کر کے یہ provision لائے کہ اس رپورٹ پر کس طرح discussion ہو گی، اس کے لیے میں نے الگ move کیا ہے۔

نمبر 2 یہ کہ ہاؤس اس رپورٹ کو discuss کرے، اس لیے کہ مقصد یہ ہے کہ پارلیمنٹ کا policies feedback پر ملنا چاہیے اور یہی پارلیمنٹ کی oversight کا مقصد ہوتا ہے لیکن جیسے میں نے عرض کیا کہ اپریل 2010 سے 19 مہینے ہو چکے ہیں اور اب تک کوئی رپورٹ ہمارے سامنے نہیں آئی ہے۔ یہ دستور کے اس واضح حکم کا ایک clear violation ہے۔

نمبر 3 میں آپ کی توجہ آرٹیکل 153 کی طرف مبذول کراؤں گا، یہ Council of Common Interest کو deal کرتا ہے۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ Council of Common Interest اس وقت موجود تھی لیکن اٹھارھویں ترمیم نے جتنا اس کو مضبوط کیا اور جتنا اس کا role federation کے معاملات میں بڑھایا ہے اور جس طرح federation and provinces کو harmonize کرنے کے لیے اس ادارے میں رہا ہے، یہ بڑا unique contribution ہے اور یہی وجہ ہے کہ پہلی مرتبہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت Council of Common Interest کا structure بدلا ہے، اس میں مرکز اور صوبوں کے درمیان ایک توازن قائم کیا گیا ہے۔ نمبر 2، اس کا permanent secretariat تجویز کیا گیا ہے جو ماضی میں نہیں ہوا کرتا تھا۔ نمبر 3، اس کی meetings کے لیے یہ طے کیا گیا ہے کہ 90 دن میں کم از کم ایک بار، اس لیے کہ یہ اس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے لیکن یہ کم از کم 90 دن میں ایک بار ملے، نمبر 4، یہ کہ اس کی رپورٹ دونوں Houses میں annually پیش کیں جائیں۔

میں یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ بلاشبہ 30 دن کے اندر اندر اس کونسل کو بنانا تھا، یہ تقاضا تھا اٹھاھویں کا، وہ کر لیا گیا ہے، constitute ہو گئی، میرے علم کے حد تک اس کی meetings بھی ہو رہی ہیں لیکن جو چیز سب سے زیادہ قابل گرفت ہے وہ یہ ہے کہ

اس کو ایک سال میں اپنی reports 4 کو پارلیمنٹ میں بھیجنا چاہییں اور پھر پارلیمنٹ discuss کر کے دیکھے گی کہ وہ آپ کو یہ رد عمل دیتی ہے، دستور میں already یہ بات موجود ہے کہ پارلیمنٹ Council of Common Interest کو احکام دے سکتی ہے، agenda دی سکتی ہے، یہ اس کا role ہے۔ رپورٹ کا نہ آنا اس شق کا اور اس پورے concept کا violation ہے، جس پر federation قائم ہے۔

میں آپ کی توجہ آرٹیکل 156 کی طرف مبذول کراؤں گا۔ اس کا جو Clause 5 ہے:

"The Council shall be responsible to the Majlis-e-Shoora (Parliament) and submit and Annual Report to each House of the Majlis-e-Shoora (Parliament)."

یہ رپورٹ بھی ہمارے پاس نہیں آئی اور Council of Common Interest بڑا اہم ادارہ اس وجہ سے ہے کہ ساری economic policy meetings, development کا سارا پروگرام اس کے ذریعے سے ہوتا ہے۔ میری نگاہ میں اس رپورٹ کا نہ آنا بھی ایک بہت بڑا violation ہے۔

جناب والا! اب میں آپ کی توجہ NFC Award کی طرف مبذول کراؤں گا، غالباً یہ آرٹیکل 160 ہے، اس کا (3B) and (5) دیکھنے کے لائق ہے اور یہ اس پہلو سے بڑا اہم ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کو اس بات کا احساس نہیں ہے کہ دستور اس سے کیا چاہتا ہے۔ (3B) کہتا ہے:

"The Federal Finance Minister and Provincial Finance Ministers shall monitor the implementation of the Award bi-annually and lay their reports before both Houses of Majlis-e-Shoora (Parliament) and the Provincial Assemblies."

(آگے جاری T12)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد (جاری)

یہاں ایک بڑا اہم پہلو یہ ہے کہ NFC award کی implementation وہ واحد چیز ہے جس کے بارے میں نہ صرف یہ کہا گیا ہے کہ 6 monthly report آئے گی بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف فیڈریشن ہی کی نہیں بلکہ تمام صوبوں کی بھی آئے گی۔ صوبوں کی کوئی اور رپورٹ میرے علم کی حد تک فیڈریشن (شوریٰ) میں نہیں آتی لیکن NFC Award کی implementation وہ واحد چیز ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے، کوئی فرق نہیں کیا جاتا کہ یہ صرف ایک brochure سمجھی جائے گی بلکہ دونوں جگہ پر اس کو آنا ہے اور اس میں clear violation ہوئی ہے۔ساتھ ہی میں یہ بھی آپ سے کہوں گا کہ اگر آپ اس کی Clause 5 بھی پڑھ لیں تو بہتر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ

"The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies."

گویا کہ یہ ایک چیز ایسی ہے جس کو Federal Parliament simultaneously اور چاروں Provinces میں آنا ہے لیکن یہ بھی نہیں آیا۔

جناب والا، یہ چار violations بہت ہی clearly ہوئے ہیں۔ یہاں میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف ان حضرات کی زبان یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتی کہ Empowerment of the Parliament اس کی بالادستی، sovereignty اور اس کے عمل کا یہ حال ہے کہ پارلیمنٹ کی قراردادوں کا کوئی احساس نہیں ہے، ان پر کوئی عمل نہیں ہوسکا۔ جو رپورٹیں پارلیمنٹ میں آنی چاہیئں وہ نہیں آ رہی ہیں۔ یہ کیسی sovereignty ہے، یہ کیسی بالادستی ہے، یہ توقیر ہے، یہ تذلیل ہے پارلیمنٹ کی۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہ clear violations ہیں contempt of the House ہے تو contempt of the House کی سزا دینے کا اختیار بھی House کو ہے کسی اور کو نہیں۔ اس لیے میں آپ کو یاد دلاؤں کہ Parliamentary practice کا یہ اصول ہے کہ each House is the guardian of its own privileges. Page 178 Kaul. متفق علیہ ہیں یہ ساری باتیں لیکن اتنا clear violation ہو رہا ہے اور کسی کو اس کا احساس تک نہیں ہے۔ اس لیے جناب والا، میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو سینیٹ discuss کرے، کمیٹی غور کرے government کو censure کرے اور ان سے مطالبہ کرے کہ دستور کے تقاضوں کو پورا کریں اور یہ تمام رپورٹیں جلد از جلد ایوان میں آئیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ خورشید صاحب۔ نیر بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): شکریہ جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ یہ Privilege Motion ہے اس میں

There is something which is factual and relates to the facts and there are some legal issues raised by the honourable member. We have got this notice today and certainly, I would be requesting that before sending it to the committee, an opportunity may be given to the government to examine what is the actual and factual position. He has narrated his story whatever he has seen proper, he has brought it to the House also. According to Rule 63, there is the short statement. Probably Prof. *Sahib* has come prepared with all those references before opposing it or conceding to it. Certainly, I would be requesting the Chair that we may be given an opportunity to examine all these things. It doesn't relate only to one issue. There are different Articles into it. You know principle of policy Article 29

اس کو deal کرتا ہے obviously اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے اور پھر rules بھی amend کرنے ہیں rules ابھی تک I don't think so that is in process of amendments. Previously اس کمیٹی کی meetings which are headed by Col. Tahir Mashhadi یہاں پر سینیٹ کے قواعد کو Amend کیا جا رہا ہے obviously جب lay report ہو گی تو خالی رپورٹ lay کرنا مقصد نہیں ہے، اس پر discussion بھی ضروری ہے، اس رپورٹ کو examine کرنا بھی ضروری ہے۔ اس حوالے سے ابھی تک amend rules نہیں ہوئے وہ بھی in process ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو before taking any decision for referring or not referring to it or putting into the House, we may be given an opportunity and we will come back with an answer for that and then the Chair can decide this میری یہ request ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کیا آپ Friday تک ان سے کر لیں گے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس کو آپ Monday تک کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Monday تو private members day ہو جائے گا تو Tuesday تک حکومت کا wait کرتے ہیں reply on Tuesday then the Chair will decide it.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: We will have to collect the information from different departments.

جناب ڈپٹی چیئرمین: Hopefully آپ کے Rules of Procedure بھی آجائیں گے اور کب تک lay ہو جائیں گے سیکرٹری صاحب۔ نہیں end of the month اتنا لمبا عرصہ تو مت کریں یہ تو ایسے ہو رہا ہے جیسے ہمارے ہاؤس کی درستگی ہو رہی ہے۔ اچھا re-type ہو رہے ہیں۔ جلدی کرالیں کیونکہ لوگ یہ تو کہہ سکیں کہ یہ بھی کچھ کر کے گئے تھے۔ On Tuesday Leader of the House will give reply. جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: مہربانی جناب چیئرمین۔ میں پروفیسر خورشید صاحب کی حمایت کرتا ہوں Honourable Leader of the House یہ فرمارہے ہیں کہ rules چونکہ نہیں بنے تو اس لیے۔ Actually rules اس لیے بننے ہیں کہ اس کے آگے ہم نے کیا کام کرنا ہے but that doesn't prevent the government to comply with the Constitutional requirements. تو جتنی reports کا ذکر ہوا ہے، NFC کی ہے یا NEC کی ہے they are all under the Constitution وہ رپورٹ تو lay ہونی چاہییں in any case اب ہم اس کو کیسے کرتے ہیں، rules میں کیا format اختیار کرتے ہیں obviously that is the internal business but as far as the government responsibility is concerned بخاری صاحب کو یہ ضرور پتا کرنا چاہیے اور ان کو کم از کم press کریں اور ہو سکے تو اسی اجلاس میں یہ reports lay کر دیں۔ ان کی meetings بھی ہو رہی ہیں اور وہ Tuesday تک بنا بھی سکتے ہیں تا کہ یہ ساری report update ہو جائیں اسی اجلاس میں۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! میں نے یہ نہیں کہا کہ صرف اس وجہ سے rules نہیں آئے کہ report lay کرنے کے بارے میں کوئی provision ابھی تک نہیں ہے، میں نے یہ نہیں کہا، میں نے صرف یہ کہا ہے کہ there are certain facts to be taken into consideration اور پھر Council of Common Interest, it is a different entity it is a Constitutional body, it is not the Federal government اس پر Council of Common Interest کا اپنا ایک کردار بھی ہے، اس آرٹیکل کو بھی آپ دیکھ لیں- وہ اس نے رپورٹ بھیجنی ہے حکومت نے نہیں بھیجنی if I may read, the Article 153 کو آپ دیکھ لیں تو .The Council shall be responsible, it is not the government میری بات پہلے سن لیں-----

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن کونسل کا ایک سیکرٹریٹ ہے، وہ سیکرٹریٹ وفاقی حکومت میں ہے اور وہ اسی سیکرٹریٹ نے بنانی ہیں تو basically آپ کے ذمہ داری پھر وفاقی حکومت کی ہی بنتی ہے-

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں اس میں نہیں پڑتے- بخاری صاحب وہ Tuesday والی بات پر رہ جاتے ہیں ٹھیک ہے وہ کر لیں گے-

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: یہ تو کونسل نے پیش کرنی ہیں، حکومت نے نہیں- میں یہ کہتا ہوں کہ let me find out the facts for that. یہ بات ہے-

جناب ڈپٹی چیئرمین: بخاری صاحب! آپ تو on behalf of the Prime Minister ہیں، وہ ہی تو ہمارا ذریعہ ہے .you are representing the Prime Minister over here جی-

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ کونسل کی بات ہے let me have a report from them.

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ Tuesday تک تو دے دیں گے- جی مولا بخش چانڈیو صاحب یہ جو ہمارے بھائی واک آؤٹ کر گئے تھے وہ پہلے واپس پہنچ گئے اور آپ بعد میں پہنچے ہیں-

سینیٹر مولا بخش چانڈیو(وفاقی وزیر برائے قانون): ان کو بھی ہم نے گزارش کی اور انہوں نے بات مان لی میں اور زاہد خان صاحب گئے تھے۔ان کی کچھ شکایات تھیں ایک تو چارسدہ میں مکرم خان صحافی شہید ہوئے ہیں ان کی بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کل ہی ہوئے ہیں Pakistan has been declared one of the most dangerous countries for their correspondents. جی۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: اس کی شہادت پر ہم ان کے قاتلوں کی مذمت کرتے ہیں اور ان کے قتل کی انکوائری کے لیے بھی کچھ کرتے ہیں۔ میں ابھی یہاں سے اٹھ کر جاؤں گا تو پہلا کام یہی کروں گا۔ اب جو لوگ شہید ہو جاتے ہیں، قربانیاں دے جاتے ہیں میں آپ سے معافی مانگتا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ 63 سال گزرنے کے بعد بھی ہمارا ملک ایک ارتقائی مرحلوں سے گزر رہا ہے اور ہمارے ادارے ترقی کی منزل یا جہاں جانا چاہیے ان کا سفر ابھی جاری ہے اور اس سفر میں پوری دنیا میں جہاں ہم اداروں کی مثالیں دیتے ہیں کہ ideal ادارے جہاں قائم ہیں وہاں لوگ قربانیاں دیتے ہیں، بے پناہ قربانیاں دے کر وہاں پہنچے ہیں۔ اپنے سفر میں نہ صرف صحافی بھائیوں، سیاسی کارکنوں، قانون دانوں، آئین بنانے والوں اور سول سوسائٹی کے لوگوں نے اس ارتقائی مرحلے میں پاکستان کی بیداری اور استحکام کے سفر میں بڑی قربانیاں دی ہیں اور یہ سفر ابھی جاری ہے۔ میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ اس سفر کو کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر کرے اور ہماری قربانیوں کا ثمر آئے، اور ہمارے اداروں میں استحکام پیدا ہو اور ہمارے لوگوں کی بے گناہ زندگیاں ضائع ہونے سے بچ جائیں۔ میں قاتلوں کی بھی مذمت کرتا ہوں اور انکوائری کے لیے انشاء اللہ کل بات کروں گا۔صحافی برادری نے راولپنڈی میں شکیل انجم کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ درج ہونے کی شکایت کی ہے گو کہ یہ صوبائی معاملہ ہے۔ ادھر بھی ہمارے دوست بیٹھے ہوئے ہیں اور ادھر بھی جو ایم این اے صاحب شیخ آفتاب صاحب اٹک والے، ان سے بات کرنے کے لیے وہاں گئے ہیں۔ یہاں پر پرویز رشید صاحب حکومت پنجاب کے نمائندے اور ترجمان بھی ہیں، وہ میرے بھائی ہیں، میں ان سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ جو میں یقین دہانی کرا رہا ہوں یہ ہم اور آپ سب کی طرف سے ہے۔ شکیل انجم کے خلاف راولپنڈی میں مقدمہ درج ہوا ہے اس کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں۔ سندھ ٹی وی کے ایک اینکر کے سسرال اور گھر والوں کو تنگ کیا گیا ہے، ان پر بھی مقدمات بنائے گئے ہیں۔ میں ڈی ایس پی میرپور خاص سٹی سے اس معاملے میں یہاں سے جا کر بات کروں گا۔ جو نقصان ہو گیا ہے اس کی تلافی ممکن نہیں۔

آگے جاری--------------T13

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: (جاری) جو نقصان ہو گیا ہے، اس کی تلافی ممکن نہیں۔ کائنات کی ہر چیز لوٹ سکتی ہے، انسانی جان اللہ کی وہ انمول نعمت ہے جو جاتی ہے تو پھر نہیں آتی۔ اس کی تلافی تو ممکن نہیں لیکن میں کوشش کرتا ہوں اور منسٹری سے بات کروں گا کہ ان کے لواحقین کے لیے ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے تاکہ ان کی دلجوئی ہو۔ باقی جو جھوٹے cases ہیں، ان کے لیے میں یہاں سے نکل کر پہلا کام یہی کروں گا۔ مجھے شہر یار خان صاحب کا نمبر مل گیا ہے، انشاء اللہ، کل ہم ان کو بتائیں گے کہ ہم نے اس سلسلے میں کیا پیش رفت کی ہے۔ انشاء اللہ، ہم کوشش کریں گے کہ پارلیمنٹ کی دی ہوئی پوری طاقت کے ساتھ میں ایسی باتیں کروں جو ان کی تسکین اور اطمینان کا باعث ہوں۔ میں خوش آمدید کہتا ہوں کہ ہماری گزارش پر وہ تشریف لے آئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: زاہد خان صاحب! آپ بھی گئے تھے اور خیبر پختونخوا میں یہ واقعہ ہوا ہے، وہاں اے این پی کی حکومت ہے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: میں ذرا بات clear کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ چانڈیو صاحب کو پتا نہیں، یہ واقعہ شبقدر میں ہوا ہے۔ شبقدر border ہے اور مہمند ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بھی ہے۔ اگر آپ نے اخبارات یا ٹی وی میں دیکھا ہو، ان لوگوں کی statement بھی آئی جو اپنے آپ کو طالبان کہتے ہیں، جبکہ ہم ان کو دہشت گرد کہتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ مکرم خان صاحب کا murder انہوں نے کیا ہے۔ انہوں نے ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ ہماری coverage کریں، اگر آپ ہماری coverage نہیں کرتے تو ہم آپ کو ماریں گے۔ اس کے بعد اس کو انہوں نے مار دیا۔

جناب! صرف مکرم خان کا case نہیں ہے، کئی journalists ہمارے قبائلی علاقے میں شہید ہوئے۔ بات بھی یہی ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ پہلے ان لوگوں کو protection دے تاکہ journalism صحیح اور آزادانہ طریقے سے ہو۔ اگر ان کی کوئی جائز بات ہے تو اس کی ضرور coverage ہونی چاہیے اور اگر نہیں تو زبردستی کسی سے coverage کروانا، پھر مارنا اور اسلام کے نام پر مارنا جائز نہیں ہے۔، یہاں علماء بیٹھے ہیں انہیں فتویٰ دینا چاہیے کہ کس وجہ سے آپ نے اسے مار دیا۔ وہ بےچارہ جس کے بچے ہیں۔

جناب چیئرمین! سب سے بڑی زیادتی جو ہمارے ساتھ ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ قبائلی علاقے میں جو بھی بے چارہ شہید ہوتا ہے، اسے تین لاکھ روپے ملتے ہیں جبکہ پورے پاکستان میں پانچ لاکھ روپے ملتے ہیں۔ کیا ہم انسان نہیں ہیں، کیا ہمارا خون سرخ نہیں ہے؟ یہ

ناروا سلوک کیوں کیا جارہا ہے؟ اگر زخمی ہوتا ہے تو اسے پچاس ہزار روپے ملتے ہیں جبکہ settled area میں زخمی کو ایک لاکھ روپے ملتے ہیں۔ یہ چیز ختم ہونی چاہیے۔ قبائل کی وجہ سے سارا پاکستان چل رہا ہے۔ تیس سالوں میں Afghan war کے نام پر ڈالر کھائے گئے اور ابھی بھی ہمارے قبائلیوں کی وجہ سے ڈالر آئے ہیں۔ ان چیزوں میں فرق نہیں ہونا چاہیے۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس فرق کو ختم کیا جائے۔ اگر میرے صوبے میں ہو تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم صحافیوں کو تحفظ دیں۔ ملک پر ایک آفت مسلط ہے، ایک عذاب ہے، جس کا مقابلہ سب کر رہے ہیں، وہ بھی کر رہے ہیں اور ہم بھی کر رہے ہیں لیکن ان صحافیوں کی زیادہ ذمہ داری ہے۔ وہ ایک جگہ پر رہ نہیں سکتے، اپنے آپ کو اتنی protection نہیں دے سکتے تو ان حالات میں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کو protection دے، ان کے لواحقین کو ضرور معاوضہ دے۔ حکومت کو چاہیے کہ صحافیوں کی unions سے مل بیٹھ کر، مشورہ کرے کہ وہ کس چیز سے satisfy ہوتے ہیں۔ کیا FIR سے ہوتے ہیں یا کمیشن سے ہوتے ہیں۔ کمیشن کا حشر تو ہمارے سامنے ہے، ایک صحافی قتل ہوئے، اس کی رپورٹ جب آئی تو اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہی بات ہے کہ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا۔ بات یہ ہے کہ ہمیں ان سے مل کر وہ اقدامات اٹھانے چاہییں جن سے ان کی satisfaction ہوتی ہو۔

جناب والا! یہ ایوان ہو یا دوسرا ایوان، دونوں عوام کے لیے بنے ہیں اور عوام تک ہماری آواز یہ لوگ پہنچاتے ہیں۔ جب یہ walk out کریں تو ہمیں بھی اس وقت تک کارروائی روک دینی چاہیے جب تک یہ لوگ واپس نہیں آجاتے۔ عوام تک ان کے نمائندوں کی آواز پہنچانے والے یہ لوگ ہیں۔ ہم سب کو چاہیے حکومتی ارکان ہوں یا اپوزیشن، ان لوگوں کے ساتھ مل کر کھڑے ہوں کیونکہ یہ ہماری آواز ہر جگہ پہنچاتے ہیں اور عوام کی بھلائی کے لیے بات کرتے ہیں۔ ان کے ہم مشکور ہیں کہ ہماری بات مان کر وہ واپس آگئے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولا بخش صاحب! ان کی بڑی مشکل داستان ہے، آج تک wage board کے مطابق ان کی تنخواہوں کا مسئلہ ہے، کوئی life insurance ان کی نہیں ہوتی، کوئی medical insurance نہیں ہے، اس کیفیت سے یہ گزر رہے ہیں اور زندگی و موت کے کھیل میں بھی پھنسے ہوئے ہیں۔ آپ سب چیزوں کو سامنے رکھیں اور فردوس عاشق اعوان صاحبہ ان کی یونین والوں کو اور مالکان کو بلائیں اور کوئی فیصلہ کریں۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: مجھے ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے ان تکالیف کا احساس ہے۔ جب ضیاء الحق کے زمانے میں ان پر مشکل آئی تو ہم صحافی دوستوں کے ساتھ تھے اور ہم نے جیل بھرو تحریک شروع کی۔ میں نے وقت کے حساب سے ایک جملہ استعمال کیا

ہے، زاہد خان صاحب نے تھوڑی تفصیل سے کہا کہ مولا بخش چانڈیو کو پتا نہیں ہے، مالکوں نے لفظ چارسدہ لکھا ہے، اس لیے میں نے استعمال کیا، وہاں صوبے کا معاملہ ہے آپ زیادہ بہتر بتاسکیں گے لیکن مجھے احساس ہے جو ابھی آپ نے فرمایا۔ جب میں کہتا ہوں کہ ادارے ارتقائی دور میں ہیں تو اس میں تمام چیزوں کا احاطہ ہوجاتا ہے کہ کیا کیا مشکلات ہیں اور ہمیں ان کے کیا حل ڈھونڈنے چاہییں۔ میرا آپ کی بات پر ایمان ہے، ہم سب لوگوں کو، حکومت کو اور دوسرے دوستوں کو مل کر اور تمام طبقات جو اس ملک کی ترقی چاہتے ہیں، جو اس ملک میں انسانی آزادیاں چاہتے ہیں، سب کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہیے۔ آپ نے مجھ پر جو ذمہ داری عائد کی ہے، انشاء اللہ، میں اسے پورا کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا غفور حیدری صاحب privilege motion پر بات کریں گے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائدِ حزبِ اختلاف): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پہلی بات یہ ہے کہ پروفیسر خورشید صاحب نے جو privilege motion move کی ہے، میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ ساتھ ہی صحافیوں کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے، ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کے تحفظ کا مناسب بندوبست کیا جائے۔ جہاں جہاں صحافی شہید کیے گئے ہیں، ہماری تمام ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ صحافت ریاست کا ایک اہم ستون ہے۔ ان کا کردار بہت اہم ہے، وہ پوری قوم کو اخبارات، کالمز اور media channels کے ذریعے معلومات فراہم کرتے ہیں اور قوم کو بیدار کرتے ہیں۔ اس حوالے سے ان کی بڑی خدمات ہیں۔ حکومت کو اس چیز کا اہتمام کرنا چاہیے کہ صحافی محفوظ طریقے سے اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

جناب چیئرمین! آپ بد قسمتی کہہ لیجیے کہ میں ایک ذمہ دار کی حیثیت سے آج اس حد تک پہنچا ہوں کہ ایک تحریکِ استحقاق ایوان میں پیش کررہا ہوں۔ بد قسمتی سے ملک کے اندر کہیں گیس کی قلت ہے، کہیں بجلی ناپید ہے اور مسلسل لوڈ شیڈنگ ہے لیکن قلات میں بات اس سے آگے نکل گئی ہے۔ تقریباً چھ سات سال پہلے ایک بڑی کوشش اور محنت ہوئی، میر ظفر اللہ خان صاحب اس وقت وزیرِ اعظم تھے، ان کی کوششوں اور ہماری جدوجہد سے قلات کو گیس کی سہولت ملی۔ میرے خیال میں ایک بڑے عرصے کے بعد یہ سہولت میسر آئی۔ تقریباً ایک سال کا عرصہ ہوگیا ہے کہ قلات تک گیس نہیں پہنچ پارہی۔ ہم نے ذمہ داروں سے بات کی، ایم ڈی سے بات کی-----------

(جاری----------T14)

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف): (جاری --------T13) ہم نے ذمہ دار لوگوں سے بات کی، MD SSGC سے بات کی، جنرل منیجر SSGC کوئٹہ سے بات کی لیکن ہر بار ہمیں یہ کہا گیا بلکہ طعنہ دیا گیا کہ قلات کے لوگ چور ہیں، وہ چوری کرتے ہیں، اس لیے وہاں تک گیس نہیں پہنچ پاتی اور شہریوں کو نہیں ملتی۔ ہمارے قلات کے معتبرین کے ایک وفد نے جنرل منیجر سے بات کی اور ان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی کہ ہمارے اس مسئلے کو حل کیا جائے تو انہوں نے بھی یہ کہا کہ تم چور ہو، چوری کرتے ہو۔ انہوں نے یہ شکایت مجھے کی اور میں نے ایم ڈی اور جنرل منیجر سے بات کی تو وہ یہی جملے دہراتے رہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی گفتگو سے نہ صرف ہمارے شہریوں کی بے عزتی ہوئی ہے بلکہ مجھ سمیت اس پارلیمنٹ کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ میں پارلیمنٹ کا ممبر اور ایک ذمہ دار فرد بھی ہوں۔ ہمارے ساتھ اس طرح کی گفتگو، اس طرح کا رویہ انتہائی شرمناک ہے۔ ایک سال صبر کرنے کے بعد میں مجبور ہو کر ایوان میں یہ تحریکِ استحقاق پیش کر رہا ہوں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں ایوان میں پیش کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی please کیونکہ انہوں نے لوگوں کے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں وہ کسی کو بھی برداشت نہیں ہوں گے۔

Privilege Motion

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قلات آزادی سے قبل بلوچی حکومت کا دارالخلافہ تھا۔ قلات کو 2006 میں بڑی جدوجہد کے بعد سوئی گیس فراہم کی گئی۔ اس کوشش میں میرے علاوہ سابق وزیراعظم میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب کا بھی بڑا کردار رہا لیکن اب مسلسل ایک سال سے قلات کو گیس کی supply تقریباً بند ہے۔ اس حوالے سے میں نے متعدد مرتبہ Managing Director SSGC جناب عظیم اقبال صدیقی صاحب سے کراچی میں بات کی اور اس کے ساتھ میں نے General Manager SSGC کوئٹہ جناب ہارون الرشید صاحب سے بھی متعدد مرتبہ بات کی، مگر اس حوالے سے انہوں نے کوئی مثبت اقدام نہیں کیا بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ قلات والے سارے چور ہیں، وہ گیس چوری کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں قلات کے معززین نے بھی ان سے بات کی تو ان کو بھی

موصوف نے کہا کہ تم سب لوگ چور ہو۔ اس طرح کے الفاظ سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ قلات کے معززین کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میری اس تحریکِ استحقاق کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور دونوں نامزد اشخاص سے جواب طلب کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ادھر list میں نام آگئے ہیں، سب سے پہلے میڈم گلشن سعید پھر رضا ربانی صاحب اور پھر طاہر مشہدی صاحب۔ مولابخش صاحب! آپ اسے oppose کرتے یا it is in order, آپ کیا کہتے ہیں؟

سینیٹر مولا بخش چانڈیو (وزیر برائے قانون، انصاف و پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! ویسے تو یہاں ہر ممبر کا اپنا استحقاق ہے اور اجتماعی طور پر اس ایوان کا ایک تقدس اور استحقاق ہے۔ ہمیں جہاں ممبر کے استحقاق کا تحفظ کرنا ہے، وہاں پورے ایوان کا بھی تحفظ کرنا ہے اور پھر یہ تحریک پیش کرنے والے Leader of the Opposition ہیں جن کی اور بھی زیادہ اہمیت ہے تو میں اس کا حامی ہوں کہ اگر یہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے تو اس پر بہتر طریقے سے کام ہو سکے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی میں یہ privilege motion Standing Committee on Privileges کو refer کر رہا ہوں اور طاہر مشہدی صاحب! موسم بھی ٹھنڈا ہے، گیس بھی نہیں ہے اور عوام کو تکلیف بھی ہے، آپ اُن کی پیشیاں نکالیں اور اُن سے پوچھیں، ان کی جواب طلبی کریں۔ آپ صابر بلوچ جو Chairman Senate Standing Committee on Petroleum ہیں، انہیں بھی اپنے ساتھ بٹھائیں اور ڈاکٹر عاصم حسین کو بھی بٹھائیں۔

Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I will take it up quickly and I will invite the members from Balochistan.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈم گلشن سعید صاحبہ! آپ کا Point of Order ہے۔

سینیٹر گلشن سعید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں نے پندرہ دسمبر کو آپ کو کچھ گزارشات پیش کی تھیں، آپ کو یاد ہو گا۔ میں نے کہا تھا کہ آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔ پورے پاکستان کے لوگوں جو تکالیف اٹھا رہے ہیں، وہ میں نے چند سطروں میں بیان کی تھیں، جس میں سب سے زیادہ گیس اور بجلی کا مسئلہ ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ حکامِ بالا تک یہ بات پہنچائیں گے اور جب میں دوبارہ آؤں گی تو آپ مجھے اس کا جواب دیں گے کہ آپ نے کہاں تک لوگوں کی یہ تکالیف دور کی ہیں۔ یہاں پر

قانون سازی پر بڑا زور دیا جاتا ہے، سارا دن meetings ہوتی ہیں۔ یہ قانون بنا دو، وہ قانون بنا دو، کیا کسی نے اٹھارہ کروڑ عوام سے جا کر پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟ لوگ بجلی کے بغیر، پانی اور گیس کے بغیر بیٹھے ہوئے ہیں۔ لوگ مہنگائی سے تنگ ہیں۔ میں ابھی لابی میں چائے پی رہی تھی تو ہمارے سینیٹ کا ملازم کہہ رہا تھا کہ باجی آج سبزی دو سو روپے کلو ہو گئی ہے۔ لوگ غربت سے مر رہے ہیں۔ ہم نے جتنی امداد سندھ بھیجی تھی وہ لوگوں تک نہیں پہنچی۔ سارا پاکستان غربت اور بغیر کسی کام کے بیٹھا ہوا ہے۔ اس وقت پورا فیصل آباد گیس کی بندش کی وجہ سے بند پڑا ہوا ہے۔

جناب والا! میں آپ کو پہلے بھی کہہ کر گئی تھی کہ یہ قانون سازیاں بند کر دیں، یہ کسی نے نہیں کھانی، یہ عوام کے کسی کام کی نہیں ہے، یہ صرف آپ کا وقت گزارنے کے لیے ہیں، دونوں طرف کے لوگ بیٹھ جاتے ہیں اور اس قسم کی بے مقصد گفتگو ہوتی ہے، میرے خیال میں جس کا پاکستان کے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یا تو پارٹیوں کے آپس میں لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں یا اس قسم کی قانون سازی ہوتی ہے۔ جناب والا! میری صاف گوئی کو معاف کیا جائے مگر مجھے آپ سے بڑی امید ہے، میں نے آپ سے امید لگائی ہوئی ہے۔ میں نے آپ سے پچھلی مرتبہ کہا تھا کہ لوگ گیس کے بغیر مر رہے ہیں، لوگ بجلی کے بغیر مر رہے ہیں۔ پورے پاکستان کی فیکٹریاں بند ہیں، پنجاب میں گیس اور بجلی کا نام و نشان نہیں ہے۔ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ خدا کے واسطے اس کا کچھ کریں؟ آپ نے کچھ کیا؟ آج مجھے جواب چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں آپ کو حقیقت بتاتا ہوں کہ یہ جتنے بھی departments ہیں، یہ بے لگام ہو چکے ہیں، جب ان کی بے عزتی ہوتی ہے، جب عوام سڑکوں پر نکلتے ہیں، جب ان کے افسروں کی پٹائی ہوتی ہے، چاہے وہ واپڈا کا دفتر ہو، چاہے گیس کا دفتر ہو، کوئٹہ میں بھی جب عوام منفی بارہ سینٹی گریڈ میں سڑکوں پر نکلے اور جب انہوں نے ساری سڑکیں بند کیں تو پھر گیس کا pressure ٹھیک ہو گیا۔ پنجاب میں بھی اسی طرح ہوا ہے، واپڈا کے خلاف ہڑتالیں ہوئیں اور پھر معاملہ ٹھیک ہو گیا۔ Discipline کی بہت کمی ہو گئی ہے۔ اس کا کچھ علاج کرنا پڑے گا۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب چیئرمین! آپ یقین کریں کہ ہمارے گھر میں بجلی کی بیس گھنٹوں کی لوڈشیڈنگ ہوتی ہے اور گیس بھی نہیں ہے کہ آپ ہیٹر جلا سکیں۔ آپ غریبوں کا حال دیکھیں کہ وہ لکڑیاں کہاں سے خریدتے ہوں گے جن کے پاس پیسے نہیں ہیں، وہ کیسے اپنے چولہے جلاتے ہوں گے۔ حکومت کا کام ہوتا ہے کہ سب سے پہلے عوام کو سہولت دے۔ کیا اس حکومت نے چار سال سے یہ

نہیں دیکھا؟ ان کے ساتھ دوسرے لوگ بھی شامل ہیں جو سارا دن قانون سازیاں کرتے ہیں، وہ کس کے لیے قانون سازی کرتے ہیں؟ جو ادارے بجلی اور گیس مہیا کرتے ہیں، جو نوکریاں دیتے ہیں اور جو ادارے مہنگائی کو کم کرتے ہیں، وہ ادارے تو ان کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔ جناب والا! آپ نے باتیں بہت صحیح کی ہیں مگر آپ اس کا کوئی نہ کوئی حل تو نکالیں۔ یہ حکومت چلانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حکومت ایک سال اور چل جائے جب پوری پاکستانی قوم ہمارے سمیت مر جائے گی تو پھر بات ہو گی۔ کیا ہو گا؟ آپ مجھے بتائیں کیونکہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں آپ سے جواب لوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کی باتیں ٹھیک ہیں اور میں آپ سے agree کر رہا ہوں۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی: جناب والا! آپ بتائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ مجھ سے سننا چاہتے ہیں۔ یہ جتنے retire ہونے والے سینیٹر حضرات آخری دو مہینوں میں سب کچھ سننا چاہتے ہیں، انہوں نے پانچ سال دس مہینوں میں کچھ نہیں سنا۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! آپ مجھے بتائیں، میں پندرہ دسمبر کو بتا کر گئی تھی کہ میں نے آپ سے جواب لینا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈم میں آپ کی بات تسلیم کرتا ہوں، there is total inefficiency, mismanagement and departments میں کوئی planning نہیں ہے، صرف مراعات ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! پھر ایسی حکومت کو استعفیٰ دے دینا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی کہ وکیل شعر کہنے لگ گئے ہیں، سیاستدان استعفیٰ دینے لگ گئے ہیں، ایسی صورت حال ہو گئی ہے، اب کیا کریں۔ آپ resolution لے آئیں، I will also join with you in the resolution.

سینیٹر گلشن سعید: جناب والا! میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ اگر اپوزیشن والے سمجھتے ہیں کہ ہم مبرّا ہیں اور صرف حکومت ہی اس کی ذمہ دار ہے تو ایسی بات نہیں ہے۔ انہوں نے اصل issues کو کبھی ہاتھ ہی نہیں لگایا، اصل issues کی کبھی بات ہی نہیں کی۔ یہ اپنی اپنی پارٹیوں کے لیے ٹی وی پر بیٹھ کر جھگڑتے ہیں۔ انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ لوگ مر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شیخ صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔

(جاری------T15)

T15−18Jan2012 Ashraf/Ed.Zafar Er.3 07:00

جناب ڈپٹی چیئرمین: شیخ صاحب ! آپ بیٹھ جائیں۔ ابھی صبر کریں۔ Treasury benches and opposition دونوں کو میں نے دیکھا ہے۔ سننے کی عادت ڈالیں، برداشت کی عادت ڈالیں۔ Madam raised a valid point میں اس وقت لاجواب ہوں، I will be very honest with you. اب چھوڑیں۔ ہم کہتے ہیں کہ سننے کی عادت ڈالیں۔ آپ بے فکر رہیں۔ It is not against you. پچھلے دس پندرہ سال کا problem اب نکل آیا ہے۔ Thank you Madam.

سینیٹر گلشن سعید: Sir, وہ تو ہے، آپ مجھے جواب تو دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈم! آپ کو دیکھ کر اور آپ کی باتیں سن کر میں لاجواب ہو گیا ہوں، ۔ ظفر علی شاہ جاتے جاتے تیلی لگا کر جا رہے ہیں۔ اچھا جی، رضا ربانی صاحب please.

سینیٹر گلشن سعید: آپ اوپر بات کریں۔ آپ ان سے کہیں کہ کوئی action لیں، مہنگائی کم کریں۔ جناب والا! یہ بات کریں آپ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈم، ایک دنیا ہے اور ایک اوپر اللہ کی ذات ہے۔ غریب لوگ اللہ کی ذات سے دعائیں مانگیں۔

سینیٹر گلشن سعید: آپ کی مہربانی جناب، میں سمجھتی ہوں کہ آپ ہمدرد آدمی ہیں ۔ اسی لیے آپ سے استدعا کی ہے کہ آپ اس ہاؤس کو چلاتے ہیں۔ ہماری کوئی عزت رکھ لیں۔ چار سال سے لوگ ہمارے پیچھے ہیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ جا کر بول کر آجاتے ہیں۔ آپ کی سنتا کون ہے وہاں پر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے کہا کہ ہم لاجواب ہیں۔ ان دونوں fields میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ Let us be very honest with each other. Thank you Madam, you have made a point. Yes,Raza Rabbani *Sahib*.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ کل میں نے ایک point of order اٹھایا تھا اور اس point of order کا تعلق جنرل مشرف اور ان کی واپسی سے ہے۔ میرا وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ تھا کہ Article-6 کے تحت ان کے خلاف مقدمہ درج کر کے واپسی پر ان کو arrest کیا جائے۔ میں آپ کے توسط سے آج پھر یہ چاہوں گا کہ وفاقی وزیر برائے داخلہ کل یا پرسوں، بہتر ہو گا کل ہاؤس میں آئیں اور اس بات کا جواب بھی دیں اور جو آج The News اخبار میں خبر شائع ہوئی ہے اور ایک خط کا متن شائع ہوا ہے جنرل مشرف کے ایک confidant رضا بخاری صاحب کے نام سے ایک خط شائع ہوا ہے۔ انہوں نے تین سابق امریکی Congressmen کو لکھا ہے اور ان سے یہ کہا ہے کہ وہ مختلف assurances کے لیے امریکہ میں لابی کریں اور اس بات کو امریکی حکومت کی جانب سے یقینی بنوائیں، انہوں نے سات، آٹھ چیزیں کہی ہیں جن میں سے پہلی یہ ہے کہ

secure assurances from SOS, the United States is doing on its part to ensure the following:

a) President Musharraf, he is no longer President and he never was the constitutional President

یہ میں ان کی زبان پڑھ رہا ہوں۔

President Musharraf will not be arrested on arrival to Pakistan.

پھر details ہیں لیکن میں main points پڑھ رہا ہوں۔

نمبر 2، جب جنرل مشرف پاکستان پہنچ جائیں تو ان کا نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں نہ ڈالا جائے۔ اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ دونوں ملکوں کی intelligence agencies ایک process بنائیں اور یہ ایک ongoing bases ہوں کہ اگر جنرل مشرف پر کوئی life threat ہو تو یہ information وہ آپس میں share کریں۔ پھر وہ آگے کہتے ہیں کہ secure a bi-partisan letter signed by several dozen members of Congress addressed to the POTUS, I don't know what that means, over a SOS to demonstrate congressional support. یعنی وہ کہہ رہے ہیں کہ امریکی کانگرس اور سینیٹ کے ممبران سے دستخط لے کر جنرل مشرف کی حمایت میں بیان جاری کیا جائے۔ اسی طرح امریکی سینیٹ سے بھی کچھ ممبران کے بیانات اس وقت آنے چاہییں جب جنرل مشرف پاکستان

کے اندر land کرے۔ پھر وہ مزید کہتے ہیں کہ اس بات کا پتا کیا جائے کہ اگر جنرل مشرف کو پاکستان پہنچنے پر arrest کیا جاتاہے یا ایگزٹ کنٹرول لسٹ پر ڈالا جاتا ہے تو کیا Secretary of State of America or American Ambassadorاس کے خلاف بیان دیں گے یا کوئی اقدام اٹھائیں گے؟ دوسری بات وہ یہ کہتے ہیں کہ

between 48 to 72 hours of the landing of General Musharraf in Pakistan, the American ambassador should call on General Musharraf to show his support.

جناب چیئرمین! Interior Ministerاگر اس بات کاجواب دیں کہ کیا یہ ایک اور ریمنڈ ڈیوس ہونے جا رہا ہے؟ جنرل مشرف پاکستان کے شہری ہیں۔ انہوں نے جو crimes پاکستان کے شہریوں اور قومیتوں کے خلاف کیے ہیں، لازم ہے کہ وہ قانونی گرفت میں آئیں۔ میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس کے floor کو استعمال کرتے ہوئے امریکہ سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ یہ پاکستان کا اندرونی مسئلہ ہے۔ یہ پاکستان کے قوانین کا مسئلہ ہے۔ یہ پاکستان کی courts کا مسئلہ ہے لہذا اس میں ان کی مداخلت کسی بھی صورت میں پاکستان کو قابل قبول یا قابل برداشت نہیں ہوگی۔ یہاں پر وزیر قانون موجود ہیں۔ آپ سے میری استدعا ہے کہ آپ ان کو یہ حکم دیں کہ وہ Interior Ministerسے کہیں کہ وہ کل یہاں پر تشریف لائیں اور ان تمام چیزوں کو clear کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ monitor listآ گئی ہے، جو پہلے بٹن دباتا ہے اس کا نام پہلے آجاتا ہے۔ ابھی میں اس میں چکر بازی بھی نہیں کر سکتا۔ میں رضا ربانی صاحب کے حوالے سے ایک commentدینا چاہتا ہوں، please if you allow me,جب یہ خبر میڈیا پر پہلی دفعہ آئی، Interior Ministerنے خود کہا کہ he will be arrested on arrival. We want the Interior Minister to come and say it on the floor of the House. یہ ایک موٹی سی بات ہے۔ Let him come and say it on the floor of the House.میرا خیال ہے کہ اس کا یہی جواب ہوگا کہ Let him come and confirm what he has said on the media that he will be arrested on arrival. یہ رحمان ملک صاحب نے میڈیا میں کہہ دیا ہے۔ مولا بخش صاحب، ان سے کہیں کہ وہ سینیٹ میں آجائیں ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا، جہاں بھی ہیں ادھر آجائیں۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: رضا ربانی صاحب نے جو باتیں کی ہیں، میرا خیال ہے کہ مجھ سمیت سب لوگوں کے دل کی آواز ہے۔ میں مدت سے مختلف channels پر جاتا ہوں اور مدت سے یہ بات کہہ رہا ہوں کیونکہ یہاں میں as a Minister ایک بات کہتا ہوں تو میری وہ بات official یقین دہانی کہلائے گی۔ میں اس سے ہٹ کر بات کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہٹ کر بات نہ کریں بس official یقین دہانی کرائیں، جہاں بھی ہیں وہ سینیٹ میں واپس لوٹ آئیں، ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: میں آپ سے تو کچھ کہہ نہیں سکتا، ہم مجبور ہیں۔

آگے----T16----

T16-18Jan-2012 Er-11 Time 7.10 Mahboob Khan/Ed.Mubashir

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس سے ہٹ کر بات نہ کریں، Official یقین دہانی۔ وزیر صاحب جہاں بھی ہیں ، ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا وہ اپنے سینیٹ میں واپس لوٹ آئیں۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب والا! میں آپ سے تو کچھ کہہ نہیں سکتا، مجبور ہیں ہم۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جن کو مائیک دیا ہے وہی جواب دیں گے۔ یہ ٹیکنالوجی درمیان میں آگئی ہے۔ میں بھی پابند ہو گیا ہوں۔ رحمٰن ملک صاحب آگئے۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب والا! رضا صاحب نے بات کی ہے اور میرا بھی اس میں نام لیا ہے۔ میں ایک مدت سے کہتا ہوں کہ میں جنرل مشرف کو بی بی کے قتل کا ذمہ دار سمجھتا ہوں اور بلوچستان میں اکبر بگٹی صاحب اور یہاں پنجاب میں بی بی کے قتل کے کیس میں جنرل مشرف کا نام ہے اور میرے دل میں اس جنرل کے لیے کوئی رحم اور مروت تو ممکن نہیں ہے لیکن آپ نے مجھے جو حکم دیا ہے ، اب رحمٰن ملک صاحب تشریف لے آئے ہیں، ان کی زندگی بہت بڑی ہے انشااللہ آنے والی ایک ، دو سو پارلیمنٹس میں سوالوں کے جوابات دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رحمٰن ملک صاحب! رضا ربانی صاحب کے point of order پر جنرل پرویز کے حوالے سے مسئلہ اٹھا ہے، انہوں نے کل کہا تھا کہ Article 6 کے تحت جنرل مشرف کا trial ہو اور ان پر FIRs بھی کٹی ہوئی ہیں۔ آپ کی عدم موجودگی میں، میں نے ایوان کو confidence میں لیا کہ آپ نے میڈیا پر پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جنرل پرویز مشرف کو اس کی arrival پر arrest کر لیا جائے گا۔ اس پر آپ جواب دیں۔ قائد حزب اختلاف۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری (قائد حزب اختلاف) : جناب والا! رضا ربانی صاحب نے کل بھی جنرل پرویز مشرف کی آمد کے حوالے سے یہ مسئلہ اٹھایا تھا اور آج پھر انہوں نے اس مسئلے کو دوبارہ repeat کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جنرل پرویز مشرف کو آنے دیا جائے کیونکہ اس نے یہاں اتنے جرائم کیے ہیں ، اس نے صرف آئین کو نہیں توڑا، آئین کو معطل نہیں کیا، پارلیمنٹ کے تقدس کو پامال کیا۔ اس نے جامعہ حفصہ پر حملہ کروا کر معصوم بچیوں کو شہید کروایا۔ نواب اکبر خان بگٹی جنہوں نے کبھی بھی اپنی زندگی میں پاکستان مخالف نعرہ نہیں لگایا، ان کو اس نے شہید کروایا اور اس وقت جو ملک کی جو مجموعی صورت حال ہے ، یہ سارا کچھ ان کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے ۔ بلوچستان میں اس وقت جو کیفیت ہے ، مسخ شدہ لاشیں، اغوا نما گرفتاریاں ، یہ ساری چیزیں مشرف کی پیدا کردہ ہیں اور اس وقت صوبہ خیبر پختونخوا میں یا پورے ملک میں جو دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں، ڈرون حملے اور خود کش حملے ہو رہے ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں پرویز مشرف سے وابستہ ہیں تو ان کو آنے دیا جائے اور پھر جس طرح وزیر داخلہ صاحب نے بیان دیا ہے اس کو گرفتار کیا جائے اور اس کو اس کے کیے کی سزا ملنی چاہیے، اس کو کٹھرے میں لانا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے کبھی ایسے لوگوں کو سزائیں نہیں دیں لیکن اب وقت آگیا ہے کہ کسی کو عبرت کا نشانہ بنایا جائے تاکہ آئندہ کوئی ڈکٹیٹر اس قسم کی جرات نہ کرے کہ وہ آئین کو توڑے، آئین کو مسخ کرے ، وہ پارلیمنٹ کے تقدس کو پامال کرے ، وہ اپنی مرضی کرے اور ایک ٹیلیفون پر وہ پورے ملک کی پالیسی کو تبدیل کرے۔ یہ بہر حال ضروری ہے اور بار بار رضا ربانی صاحب اس مسئلے کو اٹھا رہے ہیں ۔ یہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اور پھر امریکہ جو بار بار ماضی میں بھی ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتا رہا ہے، ہمارے فیصلوں پر اثر انداز ہوا ہے، ہماری پالیسیوں پر اثر انداز ہوا ہے اور پھر اب جنرل پرویز مشرف کو پاکستان پر مسلط کرنا چاہتا ہے تو میں امریکہ کے اس رویے کی بھی شدید مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حاصل بزنجو صاحب اور پھر ایک سوال کے لیے سید ظفر علی شاہ صاحب تاکہ وزیر صاحب سے جواب لیں۔

سینیٹر میر حاصل خان بزنجو: جناب والا! اس وقت وزیر قانون بیٹھے ہیں، وزیر پٹرولیم بیٹھے ہیں، جو بہت اہم وزیر ہیں، رحمٰن ملک صاب بیٹھے ہیں، ہمیں ایک بات کا clear جواب دیں، ہم کسی اور کیس کی بات نہیں کرتے، تین نومبر کو جو کچھ پرویز مشرف نے کیا وہ completely Article 6 میں آتا ہے۔ وفاقی حکومت ہمیں یہ بتائے کہ وہ جنرل مشرف پر کیس رجسٹر کرنے کو تیار ہے یا نہیں۔ باقی باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی جو clear violation ہے وہ Article 6 میں آتی ہے۔ اس نے Constitution کی violation کی ہے، کیا وفاقی حکومت اس بات پر تیار ہے کہ اس کے خلاف کیس کرے یا وہ بھی اس NRO کی وجہ سے تذبذب کا شکار ہے۔ اس کو clearly بتائے باقی چیزیں چھوڑ دے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ سید ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں وزیر داخلہ صاحب کے اس بیان کو خوش آمدید کہتا ہوں جو انہوں نے دیا کہ جنرل مشرف صاحب جونہی پاکستان میں land کریں گے، ان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ اب مجھے نہیں پتا کہ ان کو 107 or 151 میں گرفتار کیا جائے گا یا کسی murder میں یا کسی چوری چکاری میں گرفتار کیا جائے گا۔ میں بزنجو صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں اور میں بھی یہی بات عرض کرنا چاہتا تھا کہ وہ تو جب آئیں گے تو آئیں گے، وہ اس ملک کے شہری ہیں ان کے آنے پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں، آئیں، سیاست کریں، جو مرضی کریں لیکن میاں رضا ربانی صاحب اور پوری قوم کافی عرصے سے چیخ و پکار کر رہی ہے، Article 6 کے تحت گرفتاری اس طرح نہیں ہوتی کہ جونہی وہ جہاز سے اتریں گے Article 6 لاگو ہو جائے گا۔ Article 6 کے تحت پہلے مقدمہ درج کروانا پڑتا ہے اور وہ مقدمہ درج کرانے کا صرف اور صرف Federal Government prerogative کا ہے اور وہ بھی وزیر داخلہ صاحب کا ہے یا وزارت داخلہ کے سیکریٹری کا ہے۔ وہ جب آئیں گے تو دیکھا جائے گا لیکن Article 6 کے تحت یہ یقین دہانی قوم کو دلائیں کہ Article 6 کے تحت 12th October, 1999 کا واقعہ اور پھر تین نومبر کا واقعہ جس کا بزنجو صاحب نے اشارہ کیا ہے کہ یہ دو بڑے واقعے کیونکہ باقی جو واقعات ہیں ان کی قتل و غارت کے، وہ جو individual لوگوں نے اپنے استغاثے کیے ہوئے ہیں، عدالتوں سے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں لیکن Article 6 کا آج تک ان پر مقدمہ درج نہیں ہوا باوجود اس کے میں نے ایک writ بھی file کی ہوئی ہے لیکن اس میں handicap یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف وفاقی حکومت مقدمہ درج کرا سکتی ہے اور کوئی نہیں مقدمہ درج کرا سکتا۔ تو وہ ہمیں وزیر داخلہ صاحب یقین دلائیں کہ کل صبح پہلا کام جو وہ قوم کے حق میں کریں گے وہ یہ کریں گے کہ تین نومبر اور بارہ اکتوبر

۱۹۹۹ جس کو سپریم کورٹ اپنے اس فیصلے کو بھی strike down کر چکی ہے جس کو پہلی سپریم کورٹ نے بحال کیا تھا اور کہا تھا کہ ان کا action ٹھیک ہے تو Article 6 کے تحت کل کی صبح قوم سننا چاہتی ہے، دیکھنا چاہتی ہے کہ عبدالرحمٰن ملک صاحب نے جو کہ اس ملک کے وزیر داخلہ ہیں اور بڑے vigilant ہیں، بڑے active ہیں کہ انہوں نے جنرل مشرف اور اس کے ساتھیوں کے خلاف Article 6 کا مقدمہ درج کرا دیا ہے۔ .Thank you very much sir

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ پروفیسر خورشید احمد۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں میاں رضا ربانی صاحب اور دوسرے تمام ساتھیوں کی تائید کرتے ہوئے اور مشرف کے خلاف جو پوری charge sheet ہے اس پر عمل ہونا چاہیے لیکن Article 6 کے جس پہلو کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے جیسا کہ شاہ صاحب نے کہا ہے کہ یہ صرف وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اسے یہ ذمہ داری ادا کرنی چاہیے اور جنرل مشرف کے یہاں آنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔

Sial/Zafar(Ed.) T17-18Jan2012 ER1 7.20

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جاری۔۔۔اور مشرف کے یہاں آنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ case register کرنے کے بعد اس کو warrant جاری کریں، red warrant جاری کریں۔ اسے Interpol کے ذریعے بلائیں۔ وہ آئے یا نہ آئے، آپ اس کو لائیں تاکہ وہ قوم کے سامنے جوابدہی کرے اور اسے قرار واقعی سزا تک پہنچائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی زاہد خان صاحب! آپ Article 6 پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جہاں تک جناب! Article 6 کی بات ہے اس میں تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے اور یہ سارا ہاؤس اور پوری قوم چاہتی ہے کہ پرویز مشرف کے خلاف Article 6 کے تحت مقدمہ رجسٹر کیا جائے۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ اس کے ساتھ اور جنرل بھی تھے، جیسے پہلے جنرل تھے یا جیسے کہ بنگلادیش میں ہوا، بنگلادیش میں جرنیلوں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ جناب! اس debacle میں ہمارے صرف ایک جنرل سے سب کچھ نہیں ہوا، اس کے ساتھ اور جنرل بھی تھے۔ میں تو ایک سیاسی کارکن ہوں لیکن مجھے آپ یہ بتائیں کہ جو ان کے ساتھ شریک تھے یا ان کی support میں تھے، چاہے وہ سیاسی لوگ تھے، کیا وہ بھی اس زمرے میں آتے ہیں یا نہیں آتے۔ اگر آتے ہیں تو پھر سب کے خلاف Article 6 کے تحت کارروائی ہونی چاہیے تاکہ کل کوئی

ایسی جرات نہ کر سکے۔ کل کوئی dictator آجائے اور ہم اس کی support کے لیے چلے جائیں۔ میرے خیال میں جس طرح بنگلادیش نے ایک role ادا کیا ہمیں اسے follow کرنا چاہیے اور Interior Minister کو آج رات کو ہی ادھر اسلام آباد میں FIR under Article 6 درج کروانی چاہیے اور ان کے خلاف بھی کارروائی کی جائے جنھوں نے اس ملک کو اس دلدل میں پھنسایا ہے، جسے آج ہم بھگت رہے ہیں۔ یہاں بیروزگاری ہے، دہشت گردی ہے، suicides ہو رہی ہیں۔ جو کچھ بھی پچھلے 35 سالوں سے ہو رہا ہے ان سب کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سلیم سیف اللہ خان۔ یہاں red means you are on, green means you are on request. انہوں نے یہاں الٹا American system لگا دیا ہے۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: شکریہ جناب۔ پہلے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے بڑا اچھا نظام ہم پر مسلط کر دیا ہے اس سے یقیناً سب مستفید ہوں گے۔ شاہ صاحب اور اس side سے میرے بھائی زاہد خان صاحب اور دیگر ساتھیوں نے جنرل صاحب کے ساتھ اس کے ساتھیوں کے خلاف بھی action لینے کی بات کی۔ میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جنرل صاحب تو باہر ہیں، پتا نہیں آتے ہیں یا نہیں آتے لیکن ان کے بہت سارے ساتھی ابھی کابینہ میں بیٹھے ہیں۔ اگر آپ نے FIR درج کرنی ہے تو پہلے ان کو کابینہ سے تو فارغ کریں۔ جن پر FIR کٹی ہوئی ہے وہ تو آپ کی کابینہ کے وزیر ہیں، ذرا اس پر بھی سوچنا چاہیے۔

یہاں رضا ربانی صاحب نے فرمایا کہ Article 6 کی بات ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں تو جنرل صاحب سے زیادہ گلہ ہونا چاہیے کیونکہ NRO لا کر ہمارے ساتھ جو وعدے کیے تھے ان کو ایفا نہیں کیا۔ وہ NRO کے ذریعے پاکستان پیپلز پارٹی کو حکومت میں لے آئے۔ میرے خیال میں Article 6 کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ جنرل پرویز مشرف کے خلاف کارروائی ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جناب رحمٰن ملک صاحب please take the floor اور معزز ممبران آپ سے مفصل جواب expect کر رہے ہیں۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب! ماشاء اللہ تمام colleagues بہت ہی قابل اور knowledgeable ہیں I will try to satisfy them لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر ان کی طرف سے ایک سوال آتا اور اس کے متعلق مجھ سے پوری detail مانگتے کہ جنرل مشرف کے خلاف کیا کیا cases register ہوئے ہیں؟ ان کی کیا پوزیشن ہے؟ اس میں law کیا کہتا ہے؟ اس طرح میں اپنے

میرے mind میں off the cuff بہر حال جو بھی position میں ہوتا۔ colleagues سے consult کر کے بہتر جواب دینے کی

ہے.I will put before the House جناب والا! پیپلز پارٹی نے کبھی بھی نہیں کہا کہ جنرل مشرف کے خلاف action نہیں ہو

گا۔ رضا ربانی نے پہلے دن سے ایک عہد کیا تھا کہ وہ جنرل مشرف سے حلف نہیں لیں گے تو I give marks to my

colleague کہ انہوں نے حلف نہیں لیا تھا اور وہ پیپلز پارٹی کے نمائندے ہیں۔ اس دوران جو حالات develop ہوئے وہ آپ کے

سامنے ہیں۔ بگٹی صاحب کی شہادت پر case register ہوا، بلوچستان ہائی کورٹ نے اس کی investigation کی، اس کیس میں وہ

جب پاکستان آئیں گے گرفتار ہوں گے۔ محترمہ بینظیر شہید کے case میں وہ PO declare ہو چکے ہیں۔ ہم نے UK کے ساتھ ان

کی extradition کا matter اٹھایا ہوا ہے۔ Now we are expecting some response. جب وہاں سے جواب

نہیں آئے گا تو red warrant جلدی ہوں گے۔ اس کے لیے باقاعدہ process شروع ہو چکا ہے۔ میں تھوڑا سا واضح کر دیتا ہوں کہ

one is the arrest warrant from the court and on the basis of that warrant, the matter is

referred to Lyon – the Interpol Headquarter وہاں سے red notice issue ہوتا ہے۔

جناب والا! جہاں تک Article 6 کا تعلق ہے تو آج سے نہیں جب سے ہماری گورنمنٹ بنی اس وقت سے یہ تقاضا آ رہا ہے

اور جو میرا FIA میں چالیس سال کا experience ہے اور law enforcement میں اور کچھ cases میں نے handle کیے

ہیں، اس کے مطابق جناب! there is no doubt the case is to be ordered by the Federal

Government لیکن اس میں ایک complainant ہونے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج جب سارے ممبران یہاں پر کھڑے ہیں اور

خاص طور پر اس سے direct affected party on the 12th October کون صاحب تھے، وہ میاں نواز شریف صاحب تھے۔

PML(N) کی گورنمنٹ تھی اور میں ابھی بھی condemn کروں گا، آگے بھی condemn کروں گا، پاکستان پیپلز پارٹی نے

condemn کیا، پوری پاکستان کی political hierarchy نے اس کو condemn کیا، پاکستان کے ہر بچے نے ان کو condemn

کیا کہ انہوں نے اس وقت مارشل لاء لگایا تھا اور وہ Constitution کی violation تھی، it was the violation of Article

6 تو میں نے National Assembly کے floor پر یہ request تھی کہ اگر PML(N) چاہے تو ایک چھوٹی سی complaint بنا

کر دے دے کیوں کہ حالات و واقعات کے اصل چشم دید گواہ اس وقت کے وزیر اعظم اور کابینہ تھی اور وہ لوگ جو اس وقت وزیر اعظم

ہاؤس میں موجود تھے۔ یہاں تک بھی بتایا جاتا ہے کہ کچھ لوگوں نے ان کے ساتھ زیادتی بھی کی اور ایسی زبان استعمال کی جو ایک elected Prime Minister کے خلاف نہیں کرنی چاہیے تھی جو 2/3rd majority کے ساتھ آیا تھا۔ میں ہاؤس کو assurance دیتا ہوں کہ آپ بالکل وہم نہ کریں اور if he lands in Pakistan, he will be arrested because he is already PO اور PO کے متعلق تو یہ ہے کہ ایک پاکستانی عام شہری اس کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق قانون بہت سخت ہے۔ میں on the right side and my colleagues, I assure کہ اگر وہ پاکستان آئے گا تو automatically تین cases میں جو میرے knowledge میں ہیں، وہ arrest ہوں گے۔

جناب! Article 6 کے لیے وہ چیزیں کی جا سکتی ہیں۔ اس سے بڑا ہاؤس تو کوئی نہیں، ایک چھوٹی سی resolution پاس کر دیں تاکہ ہم اس case کو strengthen کر سکیں۔ جناب! ہم نے آئندہ کے لیے بھی ایک road map set کرنا ہے۔ We have to give a full road map to the future generation, we are heading towards democracy. I fully agree کہ اگر کسی dictator نے یہ کیا تھا he should pay through his nose. He should be booked and we will book him اور ہم تو آپ کے کہنے سے پہلے اس کو PO declare کر چکے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک affected party PML(N) ہے اور دوسری پارٹی Supreme Court of Pakistan کے judges اور High Court کے judges affect ہوئے تھے۔ میری Chief Justice of Pakistan سے request ہے کہ وہ بھی 3 نومبر کے order کے direct affectee ہیں، کتنی دیر ان کو جیل میں رکھا گیا، جو کچھ ہوا وہ بھی آپ کے سامنے ہے تو Article 6 صرف 12th October سے نہیں شروع ہونا چاہیے وہ 3rd November سے شروع ہونا چاہیے جب emergency لگائی گئی تھی اس وقت ججوں کو جیلوں میں ڈالا گیا تھا وہ بھی Constitution کی violation ہے۔ میں جناب! یہاں سے اپیل کروں گا to the Chief Justice of Pakistan کہ اس کا بھی suo moto لیں تاکہ جب combined facts آئیں گے تو پھر our case will be much stronger, we will send up very good message to the nation, we will send very good message to the international community اور وہ لیٹر کسی کو بھی لکھیں، وہ امریکہ کو لکھیں، UK کو لکھیں یا دنیا کے کسی ملک کو بھی لکھیں we will not submit to any person. We will take action according to the

law of land and the law of the land obviously does not permit anybody to violate the Constitution of Pakistan. Hence the action shall be taken. I will welcome the complaint rather I will sit with the Shah Sahib وہ ہمارے بزرگ بھی ہیں، دوست بھی ہیں اور بالکل آپ بنائیں لیکن آپ جذبات میں نہیں بناتے۔ میری چیئرمین صاحب یہ request ہے کہ آج آپ ایک کمیٹی کی تشکیل کر دیں اور اس کو تین دن کی timeline دے دیں تاکہ مجھے بھی ٹائم مل جائے۔ آپ جناب! ایک team تشکیل دیں to talk to my judicial team. and I will assist them. ان کی سربراہی میں I will assist them, Law Minister کو بٹھا لیں گے جو واقعات ہوئے ہیں ان کی ہم pooling کر لیتے ہیں کہ کیا کیا ہوا اور جو affected parties ہیں ان کو بھی بلاتے ہیں اور اس کے بعد میں ایک پوری presentation دوں گا کہ اور-----

آگے ٹی 18—

T18−18JAN2012 FAZAL\A. RAUF 7:30 UR7

اے رحمٰن ملک جاری ہے-------- اور اس کے بعد ایک پوری presentation میں دیتا ہوں کہ اور کون کونسے cases جنرل مشرف کے خلاف ہوئے ہیں لیکن ایک چیز میں واضح کر دوں کہ the moment he lands he has to go to jail because this is what the law says. تو میرا خیال ہے کہ ہم سب کا اس پر consensus ہے کہ we have done something wrong and actually the Law has taken its course. تو آپ بالکل کسی قسم کا خیال نہ رکھئے گا کہ ہم کہیں protect کر رہے ہیں لیکن یہ بھی میں عرض کر دوں کہ الزام لگتا رہا کہ پتا نہیں پیپلز پارٹی نے ان کو اتنے زیادہ گنوں کی سلامی دے کر بھجوا دیا absolutely wrong. I deny it because as a President جس دن وہ گیا اس کو Guard of Honour ملنا تھا as far as the SOP اور جب وہ گیا تو پہلے وہ چین گیا تھا and you know کہ چین میں کسی یونیورسٹی میں lecture دینے کے لئے گیا تھا and thereafter he did not come to the country as far as my knowledge goes. تو لہذا پیپلز پارٹی کا کوئی role نہیں اس کو بھجوانے کا۔ ایک چیز میں بھی واضح کر دوں کہ جو NRO کی بات کرتے ہیں کہ شاید پاکستان پیپلز پارٹی کو اقتدار NRO کی وجہ سے ملا ہے No, absolutely wrong کیونکہ جو میٹنگ بی بی اور جنرل مشرف کے درمیان ہوئی تھی

میں اس وقت وہاں پر present تھا اور ایک اور serving General اس وقت وہاں پر موجود تھا۔ *Muhtarma* categorically refused to listen to him.

(مداخلت)

سینیٹر اے رحمٰن ملک: اگر اجازت ہو تو میں بھول رہا ہوں۔ تھوڑا سا صبر کر لیں۔ اتنے بڑے ہو گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس میں فیصلہ انہوں نے یہ کیا I remember the sentence. General Musharraf said کہ محترمہ آپ 31st کو آئیے گا and we will celebrate the new year and she said, "No General, I will choose my timing by myself because it is my country and I have given the commitment to my people, I will go back on my own timings". تو اس کے بعد کسی کو شک نہیں ہونا چاہیے پھر جس NRO کی بات کرتے ہیں۔ میری کتاب جلدی آئے گی۔ اس میں ایک ایک دن کا اور ایک ایک تاریخ کا حساب کتاب ہو گا کہ NRO کو جس بندے نے draft کیا تھا اس کا نام بھی میں بتاؤں گا۔ زیادہ time نہیں لوں گا۔ Peoples Party declined that, there is no signature, there was no approval of *Muhtarma* Benazir Bhutto on that. She refused that draft. اور جنرل حامد اس کے گواہ ہیں جو صدر مشرف کے ساتھ تھے۔ میں آپ کو نام دیتا ہوں پوچھ لیں ان کو اور کہیں کہ کمیٹی کے سامنے آئیں تو میں ثابت کر دوں گا کہ یہ بات ٹھیک ہے۔ Basically بنوایا کسی اور نے، نام کسی اور کا لگا لیکن خیر یا ساری چیزیں سامنے رکھتے ہوئے اس وقت جو ہم Charter of Democracy sign کر رہے تھے تو اس میں یہی فیصلہ ہوا تھا کہ ہم Truth and Reconciliation Commission بنائیں گے۔ What is truth and reconciliation Commission, it is another form of NRO اگر آپ ساؤتھ افریقہ اور ارجنٹینا دیکھ لیں whenever any system get blocked, then something takes over اور دنیا میں ہوا یہ ہے کہ سسٹم کو چلانے کے لئے آپ Law سے ہٹ کر تھوڑا کام کرتے ہیں اور میں اس میں ایک عرض کر دوں کہ میری شہید لیڈر نے جب یہاں پر reconciliation کا عمل شروع کیا تو she used the word transition to democracy, she never used the word "deal", she hated that word, she said it is a reconciliatory effort and we should walk together. Sir, Mr. Chairman, اگر وہ یہ reconciliation نہ

کرتیں تو یہ پارلیمنٹ جو اس وقت independent ہے اور sovereign ہے۔ آج کھل کر آپ بات کرتے ہیں اور ہر resolution کو بھی پاس کرتے ہیں۔ آپ کا Prime Minister بھی آج powerful ہے۔ آج آپ کا سینیٹ بھی powerful ہے۔ آپ کی National Assembly بھی powerful ہے۔ کیوں ہے؟ اس پارلیمنٹ کی وجہ سے، اس سینیٹ کی وجہ سے اور یہ اس reconciliation, کی جو effort تھی محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی اس کی وجہ سے ہوا۔ یہ نیشنل اسمبلی نہ ہوتی، یہ سینیٹ نہ ہوتا تو جناب چیئرمین! Prime Minister نہ ہوتے، اگر Prime Minister نہ ہوتے تو پہلے دن وہ آرڈر نہ کرتے ججز کو رہا کرنے کے لئے۔ ان کی وجہ سے یہ ججز پہلے دن رہا ہوئے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ اس reconciliatory factor سے I will not say NRO, I say reconciliation process سے آج آپ کے ججز بھی اپنی جگہ پر ہیں۔ آج آپ کی پارلیمنٹ بھی اپنی جگہ پر ہے۔ آپ کی Cabinet بھی اپنی جگہ پر ہے اور اس reconciliation کا جو fruit ہے everybody is actually watching it and that is being demonstrated here. تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ NRO کے total cases count کرکے بتا دیں، کتنے بنتے تھے، سات، اس میں ایک میں بھی شامل تھا۔ 9 cases مجھ پر تھے۔ I have gone through the whole process. میں سارے trial میں پیش ہونے کے بعد exonerate ہوا ہوں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ 3500 or 4000 cases ابھی سندھ اور پنجاب میں پڑے ہوئے ہیں why they are not being opened, it is only for PPP, because we are in power. جو بھی negativity ہوتی ہے صرف پیپلز پارٹی کے لئے رہ گئی ہے۔ کوئی بھی فیصلہ آنا ہو تو پیپلز پارٹی کے خلاف آنا ہوتا ہے۔ کوئی بھی ہڑتال ہوتی ہے تو پیپلز پارٹی کے خلاف ہونا چاہتی ہے کیونکہ ہم reconciliation پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم وہ نعرے نہیں مارتے۔ ہم وہ چیزیں create نہیں کرتے اور ہم کرنا بھی نہیں چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر صورت reconciliation ہو۔ آج PPP claim کر سکتی ہے کہ ایک بھی political prisoner اس وقت جیل میں نہیں ہے۔ حالانکہ جب بھی حکومت آتی تھی ناشتے میں DG, FIA کو بلایا جاتا تھا، 15, 20 بندوں کو اندر کیا جاتا تھا۔ Cases ابھی بھی شاید ہوں گے لیکن کسی کی political victimization نہیں ہوئی ہے اور نہ کرنے کا ارادہ ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ماحول create ہوا ہے۔ آج جیسے consensus آیا ہے کہ ایک dictator کے خلاف action ہونا چاہیے۔ On left and right both we are of the view that action must be taken. I will be grateful Mr. Chairman, if you kindly constitute a committee of a few lawyers. ہمارے جو

پرانے veteran politician ہیں وہ ساتھ ملیں۔ میں ان کو assist کرتا ہوں اور let the complaint come and let there be a resolution from here and let's go very strongly and send the message that you did something and we are after you and I make sure he will go to the gallows. Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ بخاری صاحب! اپنی سیٹ پر آجائیں۔ Leader of the Opposition کا view میں نے سن لیا ہے آپ بھی دے دیں۔ Minister of Interior is on record. ملک صاحب! کتاب کا نام کیا ہے جو آپ لکھ رہے ہیں؟

سینیٹر اے رحمٰن ملک: جناب چیئرمین! title سوچ کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تو ابھی تک نہیں سوچا ہے آپ نے۔ ایسے نہ ہو کہ item No. پہلے آجائے اور title بعد میں آجائے۔

سینیٹر اے رحمٰن ملک: نہیں جناب! ایسا نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی، ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے آج کے issue کو دو حصوں میں کر دیا ہے۔ NRO پر ہم بات کریں گے وہ آج mix up ہو جائے گی۔ آج صرف آرٹیکل 6 پر بات ہوگی۔ انشاء اللہ NRO پر کھل کر بات کریں گے۔ ان سے زیادہ ان کو بتائیں گے کہ NRO کہاں کہاں سے شروع ہوا اور کہاں کہاں پر آکر ختم ہوا۔ کون beneficiary ہے اس کا، وغیرہ۔ آج آرٹیکل 6 پر جس طرح وزیر داخلہ صاحب نے فرمایا ہے اور فلور پر کہا ہے۔ جناب چیئرمین! ایک کمیٹی constitute کر دیں Treasury Benches کی اور اپوزیشن کی تاکہ رات تک ہم ان کو complaint دے دیں تاکہ صبح تک حکومت کا کام سامنے آجائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نیر حسین بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! گزارش یہ ہے کہ Government کا point of view تو بڑا categorically سامنے آگیا ہے۔ Interior Minister نے statement دے دی۔ Sense of the House لے لیں۔ If the House agrees to constitute a Committee, there is no harm in constituting a Committee.

جناب ڈپٹی چیئرمین: افتخاراللہ بابر صاحب! وہ لکھ کر دے دیں تو میں sense of the House معلوم کر لوں۔ Sense of the House جو ہے Committee بن جائے گی، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ رحمٰن ملک صاحب! ادھر سیٹ پر آجائیں۔ both sides of the House. جی، عبدالرحیم صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب چیئرمین! بڑی مہربانی۔ آپ نے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! میں تو اس مسئلے پر اس وقت بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ ایک خاص جگہ آگئی کہ consensus بن رہا ہے تو ظاہر ہے کہ کچھ فیصلے ہوں گے۔ اس حوالے سے میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ جناب والا! وہ بالکل ایک clear بات ہے کہ مشرف نے مارشل لاء لگایا۔ اس نے خیانت کی اور وہ قابل سزا تھے۔ بعد میں اس نے جب 3rd نومبر کا جب فیصلہ دیا۔ ہم اس کو دوسرا مارشل لاء سمجھتے ہیں۔ جناب! آپ کی توجہ ہے؟ یعنی مشرف نے دوسرا مارشل لاء لگایا۔ اس میں پھر سپریم کورٹ، ہائی کورٹس اور ججوں کی بے عزتی شامل تھی۔ یہ اصل حقیقت ہے۔ پھر NRO کے حوالے سے کہ مذاکرات پیپلز پارٹی اور حکومت کے کیسے ہوئے؟ جیسا کہ رحمٰن ملک صاحب نے بات کی۔ آخر میں الیکشن ہوئے اور ان الیکشن میں جناب والا! APDM نے بائیکاٹ کیا۔----

(آگے ٹی 19 پر جاری ہے)

T19-18Jan2012 Rauf/ Saifi ED/Zafar Iqbal 7-40/UR10

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: اور اس الیکشن میں APDM نے بائیکاٹ کیا اور بائیکاٹ کا main نقطہ کیا تھا اور دلیل کیا تھی؟ دلیل یہ تھی کہ لندن کانفرنس میں تمام پارٹیوں نے مل کر اس وقت فیصلہ کیا، جناب والا! کہ اس انتخاب میں حصہ نہیں لیا جائے گا جس میں جنرل مشرف ملک کا ruler ہو، یہ فیصلہ لندن کانفرنس کا تھا تو اس حوالے سے صورت حال یہ ہوئی کہ اس الیکشن میں پارٹیوں نے حصہ لیا اور پھر موجودہ position پارٹیوں کی آئی، اس کے بعد اہم بات یہ ہے کہ ان عناصر پر تو مقدمہ چلنا چاہیے تھا، ہم سب جانتے ہیں لیکن ایک اہم بات اس میں یہ ہوئی کہ اٹھارہویں ترمیم سے آئین میں یہ فیصلہ ہوا کہ مشرف نے مارشل لاء دور میں آئین میں جو بھی اقدام اٹھائے ہیں یا اس سے پہلے مارشل لاؤں میں جو کچھ کیا گیا ان سب کو اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے آئین میں condemn کیا ہے۔ یعنی یہ اقدامات کرنے والوں کی سزا یا جزا اپنی جگہ، لیکن basically ہمیشہ انگریزی میں قانون کے الفاظ *ab initio* استعمال کرتے ہیں

ہر مارشل لاء ab initio, un–Constitutional ہے۔ یہ فیصلہ ہوا اور یہ اصل ہے۔ اب بات یہ ہے کہ لوگوں کو سزا و جزا کا مسئلہ ہے تو سزا و جزا کے مسئلے میں اس کو نظر میں رکھنا چاہیے ، یہ ایسے ہی عام بات نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مشرف پر مقدمہ ضرور ہونا چاہیے لیکن مقدمہ جب مشرف پر ہو تو دوسرے لوگوں پر بھی ہو جنہوں نے مشرف کو سالہا سال کامیاب کیا اور مشرف کے غیر آئینی اقدامات میں مدد دی تو اس کے معنی ہیں کہ اس پر بھی complaint کرنی چاہیے۔ جناب والا! ہماری یہ تجویز ہے کہ کافی سوچ بچار کے بعد اس پر سینیٹ اور قومی اسمبلی اور تمام پارٹیوں کو مل کر یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم نے اس راستے پر جانا ہے یا نہیں ، اس مقدمے کی سزا و جزا کے حوالے سے۔اس لیے جناب والا! اپنے طور پر میں اتنا عرض کروں گا کہ آپ مہربانی کریں، بڑے ٹھنڈے دل سے یہ بات کریں اور واقعی پھر بڑا مسئلہ بنے گا جس سے ہو سکتا ہے کہ بڑا خطرناک بحران پیدا ہو، بڑی پیچیدہ چیز ہے۔ جناب والا! آپ کی مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا ربانی صاحب آپ اس کے mover تھے پھر ہاؤس کا sense بھی لیتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ technically speaking, the House cannot become party to the registration of an FIR. Legally and according to the rules that is not possible. As individual member جو interested ہیں وہ آپس میں بیٹھ سکتے ہیں۔ Interior Minister کے ساتھ بیٹھ کر بات ہو سکتی ہے اور اس کی complaint بنائی جا سکتی ہے لیکن اگر آپ ہاؤس کی کمیٹی بنائیں گے تو legally and under the Rules of Procedure یہ بات ممکن نہیں ہے کہ ہاؤس as such پورا complainant بنے اور وہ پارٹی بنے to the registration of an FIR. Shah sahib has offered, I am ready اور آپس میں بیٹھ کر we can sit down ourselves and we can sit with the Interior Minister, his assurance has come and we can move on that but technically you cannot form a committee of the House for the registration of an FIR.

Mr. Deputy Chairman: Thank you for guiding the Chair.

اب ایسے ہوگا۔ Do you want to talk on this subject? میڈم آپ بات کرنا چاہتی ہیں۔ جی۔

سنیٹر نیلوفر بختیار: شکریہ جناب چیئرمین! جناب چیئرمین اس موقع پر میں بولنا تو نہیں چاہتی تھی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اگر میں نہیں بولوں گی تو تمام عمر ضمیر میری ملامت کرے گا اور میں ضمیر کی قیدی نہیں بننا چاہتی اور اس ملک میں سیاستدانوں نے روایت

قائم کرلی ہے کہ جس وقت انسان عروج پر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور جب اس کا زوال آتا ہے تو سایہ بھی اس کا ساتھ چھوڑ جاتا ہے اور میں جنرل مشرف کے ان وزیروں میں سے ہوں جنہوں نے اس کو عروج پر چھوڑا اور ڈیڑھ سال پہلے استعفیٰ دیا اور واپسی کے اصرار کے باوجود میں نے اپنا استعفیٰ واپس نہیں لیا لیکن جناب والا! آج میں اس موقع پر اس لیے بولنا چاہتی ہوں کہ قوم یہ نہ کہے کہ سیاستدان وقت بے وقت بدلتے رہتے ہیں۔ آج وہ لوگ آرٹیکل 6 کی بات کررہے ہیں جنہوں نے اس کو guard of honour دے کر رخصت کیا اور وزیر داخلہ کہتے ہیں کہ guard of honour ہر صدر کو دیا جاتا ہے تو مجھے record دکھائیں کہ صدر تارڑ کو کونسا guard of honour ملا تھا، فاروق لغاری صاحب کو کونسا guard of honour دیا گیا تھا، کتنے parliamentarians نے یہاں احتجاج کیا جب 3 نومبر کی judiciary کی restoration کے لیے میں نے یہاں resolution move کیا جناب چیئرمین! کسی نے میرے اس resolution پر دستخط کرنا مناسب نہ سمجھا۔ تاریخ کو اٹھائیں ہمیں تاریخ نہیں بھولنی چاہیے، ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہم سب parliamentarians کا ماضی میں کیا کردار رہا ہے۔ صرف ہم نے ایک hot topic of debate بنا لیا ہے، ہم نے اس کو debate کا topic بنا لیا۔ کل اس ملک میں اتنا بڑا فیصلہ ہونے والا ہے ہماری توجہ اس طرف ہونی چاہیے۔ جناب والا! ہمیں یہ discuss کرنا چاہیے کہ چانڈیو صاحب آج وزیر نہیں تھے ایک گھنٹہ پہلے، پھر ان کا Floor of the House استعفیٰ آگیا، جب وہ سینیٹ سے باہر نکلے تو ان کا استعفیٰ ختم ہو چکا تھا اور وہ پھر وزیر تھے۔ سینیٹ کو آج یہ معاملہ debate کرنا ہے۔ ہمیں بیوقوف بنایا جارہا ہے ہماری سوچ کی گاڑی کو derail کرتے ہیں۔ اس کو ادھر سے ادھر پٹڑی سے اتار دیتے ہیں، قوم کا focus اس وقت اس بات پر نہیں ہے کہ جنرل مشرف کو آرٹیکل 6 لگتا ہے کہ نہیں لگتا، جو لوگ اس کے وزیر بنے، اس سے حلف لیا وہ لوگ آج Article 6 demand نہیں کرسکتے۔۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر نیلوفر بختیار: جناب والا، بات یہ ہے کہ جرات ہونی چاہیے انسان کے اندر بات کرنے کی۔ وزیر داخلہ کہتے ہیں کہ ان کی لیڈر نے کہا کہ this was transition to democracy. I am sorry this was a deal. You ask the lay person in the streets of Pakistan and he will tell you. آپ ایک ریڑھی والے سے پوچھیں کہ NRO کیا ہے؟ وہ یہ کہے گا کہ یہ deal تھی۔ deal کو deal رہنے دیں اس کو transition to democracy مت کہیں، سچ بولنے کی جرات پیدا کریں۔ اگر ہم سچ نہیں بولیں گے، جناب والا! سیاستدانوں کی ساکھ اس ملک میں بہت خراب ہو رہی ہے کہیں یہ نہ ہو کہ وہ لوگ جو مڈل

کلاس کے گنے چنے سیاستدان ہیں اور صرف اس ملک کی خدمت کرنا چاہتے وہ بھاگ جائیں اپنی دوکان بند کرکے، کیونکہ اب ان کے لئے راستہ کوئی نہیں بچا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: طارق عظیم صاحب۔ابھی ان کو بات کرنے دیں۔وہ آپ سے پہلے ہیں۔ صابر صاحب وہ پہلے ہی انتظار کررہے ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Tariq Azeem sahib, are you discussing something else.

Senator Tariq Azim Khan: On technology, sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹیکنالوجی پر آپ کا نام آیا ہوا ہے۔

سینیٹر طارق عظیم خان: یہ کیسے overide کرسکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اس پر ہی discuss کریں گے یا وہ علیحدہ ہے۔

سینیٹر طارق عظیم خان: میں اسی پر بات کروں گا۔ ادھر اپنی سیٹ پر۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں طارق عظیم سے پوچھ لوں کہ کس چیز پر بات کریں گے۔

سینیٹر طارق عظیم خان: صرف اسی item پر بات کرلیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں کر نہیں لیتے۔ کرنی ہے یا نہیں کرنی ہے۔

سینیٹر طارق عظیم خان: کردیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان کو چھوڑیں رحمن ملک صاحب کے ساتھ جا کر بیٹھیں۔رضا ربانی صاحب نے بڑی صحیح بات کی ہے ایک منٹ، حاصل بزنجو صاحب، ظفر علی شاہ صاحب اور رضا ربانی صاحب، نیئر بخاری صاحب آپ بھی play a role کہ ان کی Interior Minister کے ساتھ کل ہی meeting ہو جائے and they decide the issue how to go about it. وہ سارے جائیں۔آپ بھی اس سلسلے میں بیٹھیں وہ بھی وہ بات کرگئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بالکل ، وہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ ساتھ بیٹھیں ۔انہوں نے سارے طریقے بنا دیئے ہیں ۔ سینیٹر طارق عظیم صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جی سر، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صابر صاحب آپ کو پھر موقع دوں گا۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: جناب والا! نیلوفر بختیار صاحبہ نے جو بات کی ہے۔ تو وہ کب کی بات کر رہی ہیں؟ آٹھ سال تک آپ اس کی وزیر رہی ہیں ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب آپ اس بحث میں تو نہ پڑیں ۔ انہوں نے واضح کر دیا ہے ، اپنی پوزیشن واضح کر دی ہے ۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر صابر علی بلوچ: ہم تو victim رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب چھوڑیں ، صابر صاحب حوصلے سے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بالکل، صحیح ہے۔ ......You said what you had to say

آگے-- یو--- ۲۰---

T20−18JAN2012 FAHEEM/ ED Mohsin Zaidi 07:50 P.M. ER12

Mr. Deputy Chairman: O.K. You said what you had to say. Thank you. Tariq Azeem sahib, the floor is with you.

سینیٹر طارق عظیم خان: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں آپ نے اس پر کمیٹی تو بنا دی ہے and probably we are over but just a brief comment on it.

جناب ڈپٹی چیئرمین: صرف کمیٹی نہیں بلکہ they will go and sit with the Interior Minister. انہوں نے بتایا کہ یہ طریقہ ہوگا then you can only become a party. Chairman Senate technically, as a lawyer, cannot become a party directly to it.

سینیٹر طارق عظیم خان: جی بالکل۔ ایک comment ہے اس پر۔ بار بار جب ہم کہتے ہیں کہ Desmond Tutu کا جو South Africa کا Commission تھا اس کو اس کے ساتھ compare کرتے ہیں۔ So, let it be known کہ اس میں کوئی comparison نہیں تھا۔ Desmond Tutu کا Commission بہت مختلف تھا۔ اس Commission میں جن لوگوں کے نام آئے تھے وہ سارے کے سارے 6800 بندے تھے اور ان سب کو وہاں پر آنا تھا۔ وہ پہلے in front of people admit کرتے تھے کہ جناب ہم نے crime commit کیے ہیں and after admitting those crimes ان کو سزا بھی ہو سکتی تھی اور ان کو چھوڑا بھی جا سکتا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ ایک مرتبہ NRO ہو گیا تو آپ نے جو بھی commit کیا ہو، آپ کو چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ بہت بڑا فرق تھا اس سے۔ وہاں پر آکر اپنے گناہوں کی معافی مانگنی ہوتی تھی then it was left to them whether Commission let them go or not. لیکن یہاں پر بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ یہ NRO Desmond Tutu Commission کی طرح ہے۔ It is no comparison, sir.

میں آپ کی توجہ ایک اور important issue کی طرف مبذول کرانا چاہتا تھا، میں اس مسئلے پر پہلے بھی بول چکا ہوں، that جو ہمارے، Parliamentarians کے funds ہیں، میں اس point کو پہلے بھی raise کر چکا ہوں، آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے کہا تھا کہ اس سلسلے میں بھی ایک کمیٹی بناتے ہیں۔ جب ہم کو funds دے دیئے جاتے ہیں اور جب ہم ان کو either through PWD or ICT or pass on کر دیتے ہیں تو کوئی دوسرا ادارہ decide کرتا ہے کہ اس کو کس طریقے سے استعمال کرنا ہے۔ اگر ان funds سے سڑک بنانی ہے تو کس طریقے سے بنے گی، کون سا contractor ہوگا۔ میں اس میں misuse کی دو مثالیں دینا چاہتا ہوں۔ میں آپ کو remind کرانا چاہتا ہوں کہ آپ نے کہا تھا کہ اس پر کمیٹی بنے اور ہم دیکھیں گے کہ we should revisit the system the way the funds are used. جناب والا! میں نے یہاں پر ایک سکول میں library بنانے کے لیے اور computer system کے لیے funds دیے۔ اس کا ٹھیکہ PWD کو دیا گیا۔ بازار میں ایک Air

Rs.38,000/- conditioner کا available ہے لیکن اس کو double سے زیادہ قیمت پر supply کیا جاتا ہے۔ آپ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ بھئی جا کر بازار سے ذرا قیمت تو پوچھ لو۔ یہ ایک ordinary چیز ہے۔

دوسری بات، اسلام آباد کے ایک سکول میں اسی طرح کی ایک computer laboratory بنوائی، آپ یقین نہیں کریں گے کہ اس کے جو monitors supply کیے وہ پرانے تھے اور ان پر black colour کا spray کر کے اس سکول کو دے دیا گیا۔ لہذا اس قسم کے جو معاملات ہو رہے ہیں، جس طریقے سے misuse ہو رہا ہے ہمارے funds کا، آپ نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس کے لیے کمیٹی بننی چاہیے تا کہ ہم اس کے طریقہ کار کو revisit کریں۔ ویسے بھی ہمارے funds lapse ہو جاتے ہیں۔ ہمیں ویسے بھی بہت کم funds ملتے ہیں اور جو ملتے بھی ہیں تو ان کا اس طریقے سے misuse ہوتا ہے۔ لہذا جو آپ نے وعدہ کیا تھا اس کے مطابق کمیٹی بنائیے تا کہ ہم اس کو revisit کریں۔ کس طریقے سے وہ funds آگے خرچ کیے جاتے ہیں اور کیا نیا طریقہ کار ہونا چاہیے اور کیا ہمیں بھی کوئی اختیار ہونا چاہیے تا کہ ہم جا کر check کر سکیں کہ ہمارے funds کا استعمال کیسے ہو رہا ہے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Now, the House stands adjourned to meet again on Thursday, the 19th January, 2012 at 4:00 P.M.

(The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 19th January, 2012 at 4:00 P.M.)